مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتا و صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور

اعظم گڑھ کے فتوے اور مولوی عبید اللہ خان اعظمی

کی خلاف شرع تقریر کا شرعی جائزہ

الکلمات القاطعة

للأفكار الزائفة

محمد راحت خاں قادری

بانی و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

المکتب النور

شکارپور چودھری نزد فرید پور چودھری گیٹ عزت نگر، بریلی شریف

مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتاء و صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے فتوے اور مولوی عبید اللہ خان اعظمی کی خلاف شرع تقریر کا شرعی جائزہ

الکلمات القاطعۃ

للأفکار الزائفۃ

از:-

محمد راحت خاں قادری

بانی و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

المکتب النور

شکار پور رودھری عزت نگر بریلی شریف یوپی انڈیا ۲۴۳۱۲۲

کتاب	:	الکلمات القاطعة للأفکار الزائفة
مصنف	:	محمد راحت خاں قادری ---- شاہجہاں پوری
پروف ریڈنگ	:	مفتی شمس الدین خاں نوری صاحب مفتی محمد شاہد رضا نوری، مولانا محمد حبیب خاں نظامی، مولانا محمد شعیب صاحب بریلوی
تصحیح	:	مفتی محمد جابر خاں صاحب بریلوی مصباحی سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
صفحات	:	146
اشاعت	:	۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء
قیمت	:	60 روپے
تعداد	:	3000/

کتاب ملنے کے پتے

ریحان ملت اکیڈمی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی

برکاتی بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ، نومحلہ مسجد بریلی شریف یوپی

المکتبۃ المصطفے اسلامیہ مارکیٹ، نومحلہ مسجد بریلی شریف یوپی

اویسی ویلفیئر سوسائٹی محمدی ضلع لکھیم پور کھیری یوپی

مکتبہ رحمانیہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف یوپی

جامعۃ الرضا، بریلی شریف

مدینہ مسجد محلہ عزت نگر بریلی شریف

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ ------ (وفات ۱۳۴۰ھ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ ------ (وفات ۱۳۶۷ھ)

تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا قادری قدس سرہ ------ (وفات ۱۴۰۲ھ)

جلالۃ العلم الشاہ علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ ------ (وفات ۱۳۹۶ھ)

صاحب تصانیف کثیرہ علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری قدس سرہ ------ (وفات ۱۴۱۳ھ)

غبار در اولیا و سادات

محمد راحت خان قادری

رکن المکتب النور و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ

شکار پور چودھری بریلی شریف

نذر عقیدت

میں اپنی اس ادنیٰ وحقیر کاوش کو اپنے مرشد گرامی تاج الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ ازہری میاں علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی نذر کرتا ہوں جن کا وجود سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے لیے نشان امتیاز ہے، جن کا نقش قدم بھٹکتی، سسکتی انسانیت کے لیے اس فتنوں بھرے دور میں نشان راہ منزل ہے، جن کی شخصیت ہند وسندھ، عرب وعجم اور شرق وغرب میں مشہور ومعروف اور مقبول ومحترم ہے، جن کی نگاہ فیض سے میرے دل کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا ہوا، اور اپنے مشفق اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کہ جن کی دعائیں اور محنتیں ہر مشکل وقت میں میرے لئے آسانیاں پیدا کرتی ہیں۔

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

پیش از گفتار

''**الانسان مرکب من الخطأ والنسیان**'' انسان سے غلطیوں خطاؤں اورلغزشوں کا سرزد ہونا کوئی بعید بات نہیں بلکہ انسان ہی تو ہے جس سے یہ چیزیں صادر وسرزد ہوتی ہیں۔ وہ انسان لوگوں کے نزدیک بھی پسند کیا جاتا ہے کہ جس سے اگر جانے ،انجانے میں کوئی غلطی ہو جائے تو وہ اس پر اڑے رہنے اور بے جا تاویلات اور جھوٹ وغیرہ خسیس ورذیل حرکتوں کے انجام دینے کے بجائے اپنی غلطی کو تسلیم کرلے۔ اور ایسا ہی انسان یقیناً رب تبارک وتعالیٰ کو بھی محبوب ہے کہ جب اس سے غفلت میں کوئی گناہ صادر ہوجائے لیکن بعد میں اپنے گناہ پر شرمندہ ہوکر وہ اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے اور رب غفور ورحیم کی بارگاہ میں روئے گڑ گڑائے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے خوش ہوکر اس کے گناہوں کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

جوغلطیاں کرنے کے بعد ان پر اترائے ،اپنی طاقت یا چرب زبانی کے بل بوتے اپنی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں لگا رہے ان میں بلاوجہ کی تاویلات کرے ایسے برے انسان سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور اللہ رب

العزت بھی ایسے انسان کو ناپسند فرماتا ہے جو غلطیاں کرنے کے بعد ان پر نادم و پشیماں ہونے کے بجائے ان کو صحیح ظاہر کر کے ان پر قائم رہے۔

یہ رسالہ ''**الکلمات القاطعة للأفكار الزائفة** لکھنے کا سبب مولانا عبید اللہ خان اعظمی کی وہ تقریر جو انہوں نے ہندؤں کے مذہبی پروگرام ''رام کتھا'' میں کی اور مفتی نظام الدین صاحب کا وہ فتوی ہے جو کہ انہوں نے ہندوستان کے اکابر علما ومفتیان کرام کے فتوے کے خلاف صادر فرمایا جو حقیقۃً قرآن وتفسیر، فقہ وحدیث اور ائمہ خلف وسلف کے سراسر خلاف ہے۔

اس رسالہ کو مجموعی اعتبار سے سات (۷) حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) مولانا عبید اللہ خاں اعظمی کی اس تقریر کو من وعن نقل کیا گیا ہے جو علمائے کرام کی مجالس، مدارس اور دارالافتا کے علاوہ انٹرنیٹ، واٹس اپ، ٹیلی گرام اور فیس بک وغیرہ پر ان کے نام سے اور ان کی آواز میں برابر موضوع سخن بنی ہوئی ہے۔ تقریر مذکور پر جو کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا اس کے استفتا میں تقریر کو پورا نقل کیا گیا ہے نہ اس استفتا میں جو مفتی نظام الدین صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ بلکہ اس استفتا میں جو مفتی نظام الدین صاحب کے پاس اعظمی صاحب کے نام سے بھیجا گیا مستفتی نے کئی جگہ اپنی تقریر کی کچھ اہم باتوں کو سرے سے حذف کردیا اور کچھ جگہ اس طرح سے حذف کیا کہ اصل بات کو چھپانے کے ساتھ ساتھ ذکر کی گئی باتوں میں بھی تحریف کردی۔ یہاں پوری تقریر ذکر کرنے کے سبب اس شخص سے

حقیقت بالکل بھی پوشیدہ نہیں رہے گی جو انصاف کی نظر سے تقریر کو ملاحظہ کرے گا۔تقریر کو ملاحظہ کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کو ذہن میں رکھا جائے:

☆ تقریر کو نقل کرتے وقت ان الفاظ کے نیچے لائن کھینچ دی گئی ہے جن کی قباحت و برائی راقم کے نزدیک بالکل ظاہر ہے۔

☆ تقریر کے جن مقامات کو ڈارک کیا گیا ہے وہ خطیب صاحب کی تقریر کا ایسا حصہ ہے کہ جس کو انہوں نے اس استفتا میں ذکر کیا ہے جو انہوں نے مفتی نظام الدین صاحب کے پاس فتوی کے لیے پیش کیا ہے۔

☆ تقریر کے جن مقامات کو ڈارک کو نہیں کیا گیا ہے وہ ان کی تقریر کا ایسا حصہ ہے کہ جس کو انہوں نے مذکورہ استفتا میں بالکل ذکر نہیں کیا ہے۔

(۲) مولانا عبید اللہ خاں اعظمی کی تقریر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

(۳) اس فتوے کو مع استفتا کے من وعن نقل کیا گیا ہے جس میں مقرر پر کفر کا فتوی صادر کیا گیا اور اس فتوے کو بھی مع استفتا نقل کیا گیا جس میں مقرر مذکور کو مفتی نظام الدین رضوی صاحب نے تمام الزامات سے بری کیا ہے۔

(۴) مفتی نظام الدین رضوی صاحب کے اس فتوے کا شرعی جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں انہوں نے کمزور دلائل، بے جا تاویلات کا سہارا لے کر مقرر مذکور اور ان کی اس تقریر کو تمام شرعی قباحتوں سے پاک و منزہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

☆ اس فتوے کے شرعی جائزہ کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ مفتی نظام الدین رضوی صاحب کی دلیلوں کو ترتیب وار بڑے فاؤنٹ سائز میں باکس کے اندر ڈارک کرکے ذکر کیا گیا ہے اور اس پر تبصرہ کی ہیڈنگ ڈال کر ان کی دلیلوں کا تعاقب قرآن وتفسیر، فقہ وحدیث اور ائمہ وعلما کے اقوال کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

(۵) مولانا عبید اللہ خاں اعظمی کی تقریر کا شرعی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

☆ تقریر کے اس شرعی جائزہ کا مطالعہ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ مقرر کی تقریر کے اقتباسات کو ترتیب وار بڑے فاؤنٹ سائز میں باکس کے اندر ڈارک کرکے ذکر کیا گیا ہے اور اس تقریر کا رد قرآن وتفسیر، حدیث وفقہ اور اقوال علمائے خلف وسلف کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

(۶) عنوان ”بحث کا نتیجہ“ اس کے تحت کچھ خاص باتوں کا ذکر کیا گیا جو اس کتاب کا لب لباب اور حاصل کا درجہ رکھتی ہیں۔

(۷) کتاب کے اخیر میں ماخذ ومراجع کی فہرست ذکر کردی گئی ہے۔

اس رسالے کو ترتیب دینے میں مہذب لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ کوئی ہٹ دھرم اس کو گالی نامہ یا شدت پر مبنی مضمون قرار دے کر حقیقت کو چھپانے کی کوشش نہ کرے۔اپنی باتوں کو دلائل کی روشنی میں محض احقاق حق اور ابطال باطل کے جذبہ کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے اس میں تعصب، تنگ نظری، بے

جا حمایت یا اندھی عقیدت کو ذرہ برابر دخل نہیں ہے۔اس کا جواب اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ دلیلوں کی کمزوری بیان کرکے ان کا رد کیا جائے۔بصورت دیگر بے جا تاویلات کرکے انتشار وافتراق کی آگ کو مزید نہ بھڑکایا جائے بلکہ حق تسلیم کرکے اس کا ردعمل ظاہر کیا جائے۔

علمائے کرام ،مفتیان ذوی الاحترام اور اہل علم سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس رسالہ کو ایک منصف مزاج کی حیثیت سے ملاحظہ فرمائیں اور غیر جانب دارانہ طور پر دلائل کی کسوٹی پر نتیجہ اخذ کریں۔اس کتاب میں میری کوئی اپنی گڑھی ہوئی دلیل نہیں بلکہ میں نے تو اکابر علما وائمہ ،فقہا ومحدثین کی کتب خصوصاً فتاوی رضویہ شریف سے صرف دلائل کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے ،اگر کوئی خامی یا غلطی ہوتو اس کی نسبت مجھ بے پایاں کی جانب ہی کی جائے۔

اس تقریر کے متعلق ہندوستان کے تقریباً پانچ سو (۵۰۰) جن علمائے کرام نے تکفیر کا قول کیا ہے ان میں سے بعض علمائے کرام کے نام درج کئے جاتے ہیں:

(۱) جانشین حضور مفتی اعظم ،تاج الاسلام والمسلمین ،قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ ازہری میاں علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

(۲) شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفی صاحب گھوسی

(۳) بقیۃ السلف مفتی محمد صالح صاحب قادری بریلوی جامعۃ الرضا بریلی

(۴) شہزادۂ صدر الشریعہ مفتی بہاء المصطفی صدر جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۵) مفتی محمد حنیف صاحب رضوی امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف

(۶) مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۷) مفتی محمد معراج القادری مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۸) مفتی محمد ناظم علی مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۹) مفتی محمد عاقل رضوی صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(۱۰) مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(۱۱) مفتی محمد افروز عالم نوری صاحب جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(۱۲) مفتی سید کفیل احمد ہاشمی دار الافتا منظر اسلام بریلی شریف

(۱۳) پیر طریقت حضور غیاث ملت سید محمد غیاث الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کالپی شریف

(۱۴) مولانا محمد عیسیٰ رضوی مظہر العلوم گرسہائے گنج

(۱۵) مفتی محمد ارشاد مصباحی صاحب (ساحل سہسرامی)

(۱۶) مفتی غلام یسین نوری قاضی شہر بنارس

(۱۷) مولانا محبوب رضا مصباحی رضا دار الافتا بھونڈی ممبئی

(۱۸) مفتی افضال رضوی مرکزی دار الافتا بریلی شریف

(۱۹) مفتی رفیق عالم رضوی جامعہ نوریہ بریلی شریف

(۲۰) مولینا سید محمد حسینی ناگپور

(۲۱) مفتی جمال مصطفی قادری گھوسی

(۲۲) مفتی شمشاد احمد مصباحی امجدیہ گھوسی

(۲۳) نائب فقیہ ملت مفتی انوار احمد امجدی برکاتی اوجھا گنج بستی

(۲۴) مولینا حبیب اللہ مصباحی بلرامپور

(۲۵) مولینا قمر الزماں مصباحی الجامعۃ الرضویہ پٹنہ

(۲۶) مولینا محمد عالمگیر رضوی مصباحی دار العلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان

(۲۷) مولینا ضمیم احمد مصباحی دار العلوم احمدیہ بغدادیہ ناگپور

(۲۸) مولینا محمد خوشنود عالم احسائی رضوی

(۲۹) مفتی محمد حسن رضا نوری مصباحی نوری دار الافتاء دربھنگہ

(۳۰) مولینا عابد حسین رضوی بہادر گنج بہار

(۳۱) مفتی محمد شاہد رضا بریلوی دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

(۳۲) مفتی خورشید عالم مصباحی امجدی بلرام پوری

"من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالٰی کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔ یقیناً قابل مبارکباد ہیں محب گرامی قدر، مجاہد سنیت، حضرت مولانا محمد میثم عباس صاحب دام ظلہ العالی کہ جن کے بہت سے علمی احسانات اور مشوروں سے ناچیز مستفید ہوتا رہتا ہے، اور وہ حضرات بھی جنہوں

نے پروف ریڈنگ، تصحیح وغیرہ میں میرا ہاتھ بٹایا، یا اس کتاب میں کسی بھی طرح حصہ لیا، خصوصاً محب گرامی قدر مولانا محسن آدم رضوی، مولانا قاضی مشتاق احمد صاحبان بولٹن انگلینڈ جن کی محنتوں اور تعاون سے کتاب اشاعت کے مراحل سے گزری۔ بڑی ناانصافی ہوگی اگر اس موقع پر عالی جناب امین بھائی، حسین الدین صاحب بریلوی اور مفتی محمد عمار خاں صاحب شامی پیلی بھیتی کو بھلا دیا جائے کیونکہ ان حضرات کا ساتھ ہر موڑ پر رہتا ہے۔ کتاب میں ہر زاویے سے محنت کرکے یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی باقی نہ رہے پھر بھی انسان سے خطا و نسیان کا سرزد ہونا کوئی بعید نہیں لہذا اگر کتاب میں کوئی خامی نظر آئے تو براہ راست مجھے اس پتے پر مطلع فرمائیں۔

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

MOHAMMAD RAHAT KHAN QADRI
MADEENA MASJID MEHLAU IZZT NAGAR
BAREILLY (U.P) INDIA PIN:243122
MOB.+919457919474,+91 9058145698
EMAIL:mrkmqadri@gmail.com

تقریظ

شہزادۂ حضور صدرالشریعہ علامہ **مفتی بہاء المصطفیٰ قادری** دام ظلہ العالی

صدرالمدرسین مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھراپور بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی قدر مولانا مفتی محمد راحت خاں قادری رضوی بریلی شریف کی تحریر دیکھنے کا موقعہ ملا اور مولوی عبید اللہ خاں کی تقریر کا تفصیلی سوال نامہ استفتا کی شکل میں اور اس کا جواب محقق مسائل جدیدہ مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب صدر دارالافتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قلم سے پڑھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے قائل کے صریح کلمات نازیبہ کی ایسی تشریح کی ہے جو سائل کے ذہن میں نہیں ہوگی۔ حوالجات کا انبار لگا کر مرعوب کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

مفتی صاحب کا یہ لکھنا درست ہے کہ فتاوی رضویہ میں حوالہ نہیں ملا۔

فتاوی رضویہ میں لفظ عزت ہے اور سوال نامہ میں تعریف نقل ہوگیا ہے، مگر مفتی صاحب خود تعریف کی تعبیر عزت سے کر چکے ہیں دیکھئے تربیت افتا کتاب السیر جلد دوم ص:۶۰ پر غیر مسلموں کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا ان کو عزت دینا ہے۔

بہر حال عزیز گرامی مولانا مفتی محمد راحت خاں شاہجہانپوری نے مفتی صاحب کے فتوے کی پورے طور سے سرجری کردی ہے، مزید کچھ لکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ دعا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ عزیزم کے علم وعمل میں مزید اضافہ فرمائے اور خدمت دین کی مزید توفیق رفیق عطا فرمائے اور مفسدین و حاسدین کے شر وفساد سے محفوظ رکھے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم**

فقیر بہاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

بریلی شریف

اس مقرر پر پہلی فرصت میں فرض ہے کہ ان تعظیمی جملوں سے فوراًبلا تاخیر رجوع کرے

بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قادری
بریلوی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا
بریلی شریف

مذکورہ مقرر کی اسی تقریر کے متعلق تاج الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ ازہری میاں علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے موقف کی تائید حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب قادری بریلوی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمائی:

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (برتقدیر صدق سوال وصحت نسبت اقوال مذکورہ) صورت مسئول عنہا میں اس مقرر پر پہلی فرصت میں فرض ہے کہ ان

تعظیمی جملوں سے فورا بلا تاخیر رجوع کرے، اعتراف جرم کے ساتھ مخلصانہ و علانیہ توبہ واستغفار کرے اور بعد توبہ تجدید ایمان ونکاح بھی۔ لأن اقوالہ هذه مشتملة على تعظيم جلي و عزقبينة لمن يعتقد الهنود الها (بھگوان)۔ والتعظيم لمعظم ديني لأهل الأديان الباطلة كفر۔ والمسئلة مصرح بها في المعتمدات۔ اما لحاظ معنى لفظ ''رام'' او لفظ ''شری رام'' لغةً فلايفيد للمقرر المذكور اذ ليس المتبادر الا ماهو مسمى و مصداق عند الهنود۔ اگر شخص مذکور توبہ وغیرہ نہ کرے تو وہ مستحق ترک تعلق ہوگا۔ واللہ تعالیٰ أعلم

کتبہ: محمد صالح قادری بریلوی عفا اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد ابوالحسن قادری رضوی دام ظلہ العالی

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو، بانی وسربراہ جامعہ تاج الشریعہ بہرائچ شریف یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ الفخیم۔

ہر زمانے میں فتنوں کی بہتات، آفتوں کی برسات رہی خود سرکار اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ اقدس میں کثرت فتن دیکھ کر فرمایا تھا ”انی لاری الفتن خلال البیوت تقع موقع المطر“ کہ میں گھروں میں فتنوں کی برسات دیکھ رہا ہوں۔ تو آج فتنے کتنے ہوں گے کیا شمار؟

اسی لئے مشاہدہ ہو رہا ہے کہ ہر طرف فتنوں کی آندھیاں رواں دواں ہیں، آفات کے طوفان کھڑے ہیں، کہیں ایمان ظاہر کر کے ایمان چھیننے کا فتنہ ہے تو کہیں اکابر کی دل آزاری کا، زعم ہمہ دانم کا فتنہ ہے تو کہیں تحقیق کے نام پر حق سے روگردانی کا، اپنے اسلاف سے بغاوت کا فتنہ ہے تو کہیں کفر پر فتوے سے پردہ ڈالنے کا۔ میرا خیال ہے

گذشتہ ادوار میں اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔

ہندوستان کے مشہور سیاسی لیڈر اور خطیب عبید اللہ خان اعظمی ہندؤں کے مذہبی پروگرام ”رام کتھا“ میں شریک ہوئے اور ان کی دل جوئی اور ان کا قرب خاص حاصل کرنے کے لیے ان کے مشہور دیوتا ”رام“ کی تعریف کے پل باندھے۔ ”رام“ کے وجود کو پوتر وجود، اس کے نام کو چاند کی چاندنی، سورج کی روشنی اور انسانیت کا برساتا بادل کہا اس طرح بہت سے تعریف وتوصیف کے گل دستے تیار کر دیے۔

ظاہر ہے قانون اسلام کے مطابق ”رام“ کی تعریف وتوصیف اور اس کے اعزاز و اکرام میں یہ جملے کسی مومن کے نہیں ہو سکتے یا کہنے کے بعد قائل مومن نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے اصحاب فقہ وافتا نے حکم شرع ظاہر کر دیا اور ہندؤں کے ایسے مذہبی پروگرام میں شرکت کر کے ”رام“ کی تعریف وتوصیف اور اس کے اعزاز و اکرام میں تقریر کرنے والے (عبید اللہ خان اعظمی) کے کفر کا فتوی دے دیا۔

مگر لیڈر صاحب کے خصوصی مفتی، جامعہ اشرفیہ کے صدر المدرسین مفتی محمد نظام الدین رضوی لیڈر صاحب کی حمایت میں آگئے اور فتوی دے دیا کہ خطیب صاحب کافر نہ ہوئے بلکہ ان پر کفر کی آنچ تک نہ آئی کہ تعریفی کلمات (جو عبید اللہ خان نے رام کی تعریف میں کہے) وہ غیروں کے خیالات اور ان پر حجت ہیں۔

معاذ اللہ رب العالمین! جب کہ خطیب عبید اللہ نے ان تعریفی جملوں سے پہلے اپنے لیے ”ضمیر متکلم“ ”میں“ استعمال کر کے معین ومتعین کر دیا ہے کہ یہ اسی کے خیالات وتاثرات اور اسی کے دل سے نکلے ہوئے جملے ہیں۔

اور مفتی صاحب نے اپنے فتوے میں قرطبی کی ایک بے محل عبارت اور چند اصول افتا پیش کر کے مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے ہی فتوے کو حق کہا ہے جب

کہ مفتی صاحب کا فتوی بالکل غلط اور ایک سیاسی لیڈر کی بے جا حمایت ہے۔ فتوے میں نقل کردہ جزئیات فقہ قطعاً حتماً اپنے محل میں نہیں۔

تہنیت کے سیکڑوں پھول پیش ہیں محب گرامی مجاہد سنیت حضرت علامہ مفتی راحت خاں قادری صاحب زید مجدہ کی بارگاہ میں کہ انہوں نے نہایت کم وقت میں رسالہ "الکلمات القاطعة للأفکار الزائفة" تحریر فرما کر اظہار حق کا فریضہ ادا کیا ہے۔

موصوف نے بڑے سنجیدہ مگر علمی لب ولہجہ میں "عبید اللہ خان اعظمی" کی تقریر اور مفتی محمد نظام الدین رضوی کے غلط فتوے کا شاندار محاسبہ کیا ہے اور دن کے اجالے کی طرح واشگاف کر دیا ہے کہ عبید اللہ خان اعظمی کے جملے کفر صریح ہیں۔ ساتھ ہی فتوے پر وہ قاہر ایرادات قائم کیے ہیں جن کے جواب کے لیے شاید مفتی صاحب کو کبھی فرصت ارزاں نہ ہو سکے گی۔

موصوف کا یہ رسالہ دلائل و براہین کا خزانہ، احقاق حق و ابطال باطل کا سرچشمہ، جرأت وحوصلہ کا بے مثال آئینہ ہے۔ میں موصوف گرامی کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کے قلم کی جولانی، اسلوب کی شستگی، بیان کی شگفتگی کو اور بڑھائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اجمعین

محمد ابوالحسن قادری رضوی

خادم الافتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

۶ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

تقریظ

مجاہد سنیت حضرت مولانا محمد میثم عباس قادری رضوی

دام ظلہ العالی لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مولانا محمد راحت خان قادری دامت برکاتہم العالیہ (بانی وناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف) نے یہ کتاب "الکلمات القاطعة للأفکار الزائفة" ایک انتہائی اہم اور حساس مسئلے پر احقاق حق وابطال باطل کا مقدس فریضہ انجام دیتے ہوئے تحریر کی ہے، جس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ مولوی عبید اللہ اعظمی صاحب نے اپنی ایک تقریر میں ہندوؤں کے معبود "رام" کی تعریف کرتے ہوئے اسے "ہند کا امام" "پاک پوتر" سمیت بہت کچھ کہہ ڈالا، اس کے علاوہ "مراری باپو" نام کے ہندو پنڈت کی تعریفیں بھی کیں اور اپنی بیوی کی طرف سے مراری باپو کو آداب اور سلام پیش کرنے کی تاکید کو تقریر

میں ذکر کیا، اعظمی صاحب کی اس ساری تقریر کو لکھ کر کسی نے ایک استفتا پیش کیا جس پر محترم مفتی صاحب نے حکم شرعی بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اس تقریر میں مقرر نے ہندوؤں کے معبود "رام" کی تعریف کی ہے جو کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت محسن اہل سنت مجدد دین وملت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے "فتاوی رضویہ" جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۵ میں درج فتوی کے مطابق کفر ہے۔ اعظمی صاحب کے رد پر لکھے گئے اس فتوی پر تقریباً ۵۰ علمائے اہل سنت کے تائیدی دستخط موجود ہیں اس فتوی کفر کا علم ہونے کے بعد مولوی عبید اللہ اعظمی صاحب نے اپنی تقریر کے نامکمل اقتباسات خود کو مظلوم ظاہر کرتے ہوئے ایک استفتا کی صورت میں پیش کیے (یہ بات یاد رہے کہ عبید اللہ اعظمی کے استفتا میں رام کی تعریف وتعظیم کے وہ الفاظ شامل ہیں جنکی وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی ہے لیکن اعظمی صاحب نے باقی قابل اعتراض تقریر کو ذکر نہیں کیا مثلاً ان کی بیوی کا ہندو پنڈت مراری باپو کو سلام کہنا اور اس پنڈت سے بلا واسطہ (اعظمی صاحب کے موبائل فون پر) بات کرنے کو فخر سمجھنا وغیرھما۔ لیکن مکمل آڈیو تقریر اعظمی صاحب نے مفتی نظام الدین رضوی صاحب کو سنوادی تھی جیسا کہ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود مفتی صاحب تاحال اپنے فتوی پر قائم ہیں) اعظمی صاحب کے استفتا کا جواب دیتے ہوئے مفتی نظام الدین رضوی صاحب نے ایسا فتوی دیا جو کہ توقعات کے بالکل برعکس تھا، بجائے اس کے کہ مفتی صاحب اعظمی صاحب کو توبہ ورجوع کی ہدایت کرتے اُلٹا انہوں نے اس تقریر کو ان کے ایمان کی نشانی قرار دیا، اور "فتاوی رضویہ" سے پیش

کیے گئے فتوی کو یہ کہہ کر رد کردیا کہ اس فتوی میں اعلیٰ حضرت کا نقل کیا گیا فتوی "فتاوی رضویہ" میں موجود نہیں ہے یہ حوالہ غلط دیا گیا ہے، حالانکہ "فتاوی رضویہ" میں یہ فتوی اسی مقام پر موجود ہے جس کا حوالہ فتوی میں دیا گیا ہے۔ اور ویسے بھی "فتاوی رضویہ" علماء اور مفتیانِ کرام میں متداول کتاب ہے اور بآسانی دستیاب ہے کوئی نایاب قلمی مخطوط نہیں جس سے یہ مغالطہ دیا جاسکے۔ ان دونوں فتاوی کی منظر عام پر موجودگی عوام اہل سنت کے لیے پریشانی کا باعث بنی، اس صورت حال میں حضرت مولانا محمد راحت خان قادری دامت بر کاتہم العالیہ نے بروقت اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مولوی عبید اللہ اعظمی کی مکمل تقریر اور اس کے دفاع میں مفتی نظام الدین رضوی کے مکمل فتوی کو نقل کر کے ان کا محققانہ فاضلانہ انتہائی شاندار جواب دے کر اہل سنت کی خدمت اور باطل کی مذمت کا مقدس فریضہ انجام دیا ہے، جسے پڑھ کر دل سے بے ساختہ ان کے لیے دعائیں نکلیں، اپنے اس رسالے میں حضرت مولانا راحت خان قادری دامت بر کاتہم العالیہ نے مولوی اعظمی کی تقریر اور مفتی نظام الدین رضوی صاحب کے فتوی کا مضبوط دلائل شرعیہ کی روشنی میں ہر پہلو سے محاسبہ کیا ہے، جس کو اگر بنظر انصاف دیکھیں تو قبول حق کے سوا چارہ نہیں، حضرت مولف نے مفتی نظام الدین رضوی صاحب کے ایک تصدیقی فتوی سے بھی ان کا رد کیا ہے کہ خود مفتی نظام الدین رضوی صاحب نے رام کی تعریف کرنے والے ایک شخص کے متعلق پوچھے گئے استفتا کے جواب میں اس شخص کے صریح کافر ہونے کے متعلق مفتی وقار علی احسانی صاحب کے فتوی کی تصدیق کی ہے۔ (ملاحظہ کیجیے فتاوی مرکز

تربیت افتاء جلد ۲ صفحہ ۲۰) مفتی نظام الدین رضوی صاحب چونکہ "جامعہ اشرفیہ مبارک پور" کے "صدر دارالافتاء" اور "صدر المدرسین" ہیں اس لیے جیسے ہی "جامعہ اشرفیہ" کی انتظامیہ میں اپنا اثر رکھنے والے مولوی عبید اللہ اعظمی کے متعلق اسی طرح کا استفتا آیا جس میں ان کی طرف سے ہندوؤں کے معبود رام کی تعریف کی گئی تھی تو مفتی صاحب کا زاویہ نظر بدل گیا اور ان کو اعظمی صاحب کی طرف سے رام کی تعریف کرنے میں کفر کی بجائے الٹا ان کے ایمان کی دلیل نظر آنا شروع ہوگئی جو کہ انتہائی افسوس ناک بات ہے، مفتی صاحب کی طرف سے ایسا دوہرا معیار اپنانا وہ بھی ایمان و کفر جیسے اہم موضوع پر انتہائی افسوس ناک ہے مفتی صاحب نے اعظمی صاحب کی تائید میں فتویٰ لکھ کر کتمانِ حق کا ارتکاب کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت محسن اہلِ سنت مجدد دین وملت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "فتاویٰ رضویہ" میں اسی طرح کے طرزِ عمل کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علما کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں، جو بندۂ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں، مداہنت ان کے دلوں میں چپری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا، عباراتِ ندوہ سن کر ضلالت ضلالت کی رٹ لگا دیں اور جب کہیے حضرت لکھ دیجیے، بھائی لکھوا لو نہیں، ہمارے فلاں دوست بُرا مانیں گے، ہمارے فلاں اُستاد کو بُرا لگے گا بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سر دے کر موسل کون کھائے، بدمذہب دشمن ہو جائیں گے، دانتوں پر رکھ لیں گے۔ گالیاں، پھبتیاں

اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے طرح طرح کے بہتان افترا اُچھالیں گے اچھی خاصی جان کو کون جنجال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کد کہ حمایتِ مذہب کی تو صلح کلی نہ رہے گی ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ قورمے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم آؤ بھگت نہ رہے گی"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۵۹۷، ۵۹۸ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

اسی "فتاویٰ رضویہ" میں ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

"میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد شہروں میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا، صاف صاف حکمِ کفر وضلال لکھ دیا، جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا مولانا آج کل تو یہ حالتِ ایمان رہ گئی ہے اللہ ورسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۵۹۷ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

ان اقتباسات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ جب تک استفتا میں کسی شخص کا نام نہیں آیا مفتی صاحب رام کی تعریف کو کفر کہتے تھے لیکن جب مولوی عبید اللہ اعظمی جیسے شخص کا نام آگیا جو ان کے جامعہ کی انتظامیہ میں اثر ورسوخ رکھتا ہے تو ان کا فتویٰ بدل گیا افسوس صد افسوس۔

آخر میں سیدی اعلیٰ حضرت کی ایک نصیحت نقل کرتا ہوں جس میں آپ فرماتے ہیں:

''بھائیو علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں، ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا، اُسے معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا۔۔کروڑ افسوس ہے اُس ادعائے مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو۔۔اے رب ہمیں سچا ایمان دے، صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت، سچی رحمت کا۔آمین''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ ،اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

عجلت میں یہ چند سطور درج کر رہا ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا راحت خان قادری دامت برکاتہم العالیہ کو اس علمی خدمت اور احقاقِ حق پر اجر عظیم اور عمر خضر عطا فرمائے اور مولوی عبید اللہ اعظمی اور مفتی نظام الدین رضوی صاحبان کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین

میثم عباس قادری رضوی، لاہور، پاکستان

۶ رجب ۱۴۳۶ھ

۲۶ اپریل ۲۰۱۵ء

مولانا عبیداللہ کی تقریر من وعن

باپو نے ہم کو یہ مزاج دیا ہے کہ ہندو شروع ہوتا ہے ''ہا'' سے مسلم شروع ہوتا ہے ''ما'' سے، ہا کو وہاں سے نکالو ما کو یہاں سے نکالو جوائنٹ کرو تو یہ ہم بنتا ہے ہم بن کر رہوتا کہ مضبوط ہندوستان بنارہے۔

میرے بزرگو! میرے ساتھیو! میری بہنوں، ماتاؤ! مجھے اچھی طرح یاد ہے جب اس ملک کے ایکس پرائمنسٹر آف انڈیا (Ex Prime Minister of India) وشوناتھ پرتاپ سنگھ صاحب کے ساتھ میں آل انڈیا جنرل سکریٹری جنتا دل کی حیثیت سے ایزے(ASA) ممبر آف پارلیمینٹ کام کر رہا تھا اس وقت انسانیت کی بات چلی، آدمیت کی بات چلی، مانوتا کے اپاتھ کی بات چلی۔ تو وی پی سنگھ صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ عبیداللہ بھائی کبھی موقع ملے تو مراری باپو کے درشن ضرور کر لیجے۔

آج ہم اس رام کتھا میں ہیں اور مراری باپو کو ہی حق پہونچتا ہے رام کی کتھا بیان کرنے کا۔ رام کو کس طرح سے لوگوں نے دیکھا، سمجھا پرکھا۔

میں نے ایزے(ASA) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا میری تاریخ اردو ادب میں شری رام کی حیثیت کو کس طرح جنوایا اور جچھوایا میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی اس نظم کا حوالہ دوں گا جس نظم کا عنوان ہی ہے رام۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں:

ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اہل ہنر سمجھتے ہیں ان کو امام ہند

شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے، ان کا کریکٹر اتنا نرالا، پیارا اور بے مثال ہے کہ انٹیلکچول کلاس ہے، جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقتوں کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے۔ امام سے بڑا کسی کا درجہ نہیں ہوتا ہندوستان میں سب سے بڑے اس انسان کو امام ہند کے نام سے ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یاد کیا ہے۔

رام نام ہے سچائی کا جھوٹ کو پراجت کرتا ہے۔ رام نام ہے مظلوم اور دکھی لوگوں کی حمایت کا جو ظلم کی گردن پکڑتا ہے، رام نام ہے سورج کی اس روشنی کا جس کے ذریعہ اندھیرے دور ہوتے ہیں، رام نام ہے چاند کی چاندنی کا جس کے ذریعہ لوگوں کو سکون ملتا ہے۔ رام نام ہے اس ٹھنڈی ہوا کا جو جھلساتی ہوئی دھوپ میں انسان کے لیے چھتر چھایا بن جاتی ہے۔ میں اسی رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش

انسانیت کو نہیں دیا، نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے، انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروایا۔

سیتا جی کے ساتھ ایک آتنک وادی نے جو آتنکت کرنے کی گھٹنا کی تھی ہم اسے راون کے نام سے جانتے ہیں؛ اس آتنک واد کے خلاف شری رام نے جہاد چھیڑا تھا۔ آج لفظ جہاد اور لفظ آتنک واد پر بڑی بحث ملک میں ہورہی ہے میں باپو کی موجودگی میں اپنا سوبھاگ سمجھتا ہوں کہ اپنے وچاروں کو آپ کے سامنے دو چار منٹ کی اگر اجازت ہو تو رکھ دوں۔

ایک چیز ہے آتنک واد جس سے ہمارا پورا ملک پیڑت ہے، ہمارا ہی ملک نہیں پورا سنسار پیڑت ہے کسی کو آتنکت کرنا یہی تو ہے آتنک واد۔ اور جو ایسا کرتب کرتا ہے وہی ہے آتنک وادی۔ ایسے آتنک واد کا توڑ اور ایسے آتنک واد کے خلاف لڑائی لڑنے کا نام عربی زبان میں جہاد ہے۔ اس لفظ جہاد کو اتنا اپوتر کرکے رکھا ناپاک لوگوں نے کہ جو لڑائی آتنک کے خلاف لڑنے کا ہتھیار تھا اسی ہتھیار کو آج آتنک کا نام دے دیا گیا۔

جہاد نام ہے جد وجہد کا، پریشرم کا۔ پازیٹو وے میں پریشرم کا نام جہاد ہے اور نیگیٹو میں پریشرم کا نام آتنک واد ہے اسی نیگیٹو وے میں جب پریشرم کیا تھا راون نے تو شری رام نے اس کے خلاف جد وجہد کیا تھا ماتو تا کی عزت بچانے کے لئے صرف سیتا جی کی عزت کا سوال نہیں تھا قیامت کی صبح تک پیدا ہونے والی ان ساری سیتاؤں کی عزت کا سوال تھا جن کی

عزت کے لئے رام نے اپنے جہاد کا قدم اٹھایا تھا اسی عظیم نام کو لیتے ہی نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے، جہاں وہ نام لیا جائے اور وہاں بھی سماج میں نفرت موجود ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم شری رام کا نام زبان سے تو لیتے ہیں، اپنے عمل میں اپنے کرتب میں اپنے سنسکار میں شری رام کو داخل نہیں کرتے۔

تو آج کی اس مجلس میں میں بہت زیادہ کچھ نہیں کہوں گا میں صرف اتنا ہی کہوں گا میں جب آیا تو میری بیگم نے بھی یہی کہا کہ میں مراری باپو کو جب بھی ٹی وی پہ دیکھتی ہوں تو جب تک ان کا پورا پروچن نہیں سن لیتی ہوں میں بند نہیں کرتی ہوں۔ میری طرف سے بھی انہیں آپ آداب کہیے گا اور اگر موقع ملے تو مراری باپو کو سلام کرنے کے لئے ایک سیکینڈ اپنا ٹیلی فون دے دیجئے گا تاکہ ان سے بات کرنے کا سوبھاگ ہمیں حاصل ہو جائے۔

تو میرے دوستو! سچی بات یہ ہے میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ میں بے ادبی سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں سننے آئے ہیں میں تو صرف اپنی بھاؤناؤں کو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ انسانیت آدمیت یہ اس ملک کی کلپنا ہے، یہ اس ملک کی پہچان ہے۔ سارے جہاں میں میں نے آپ کی دعا سے تقریبا ۴۲ ملکوں کا دورہ کیا ہے، مگر میں نے دنیا میں ہندوستان جیسی وہ چھبی نہیں دیکھی جو دنیا کے کسی بھی ملک میں دیکھنے کی تمنا کرکے میں چلا تھا۔ میں آپ کو بتاؤں؛ کسی ملک میں ہے تو ایک مذہب ہے، ایک کلچر ہے، ایک موسم

ہے مگر یہ ہندوستان مہمانوں کی عزت کرنے والا ایسا میزبان ملک ہے کہ ساری دنیا کا مذہب اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آیئے، ساری دنیا کی سنسکرتی اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آیئے، ساری دنیا کی محبت آپ کو چاہئے تو ہندوستان آیئے، سارے جہان کا موسم اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آیئے۔ اسی لئے میں اقبال کے اس شعر کو پڑھ کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

محبت بانٹئے نفرت ختم کیجئے ،رام کتھا کا یہی پیغام ہے۔

خدا حافظ، آداب، سلام

مولانا عبید اللہ کی تقریر کا جائزہ

(۱) باپو نے ہم کو یہ مزاج دیا ہے کہ ہندو شروع ہوتا ہے ''ہا'' سے مسلم شروع ہوتا ہے ''ما'' سے، ہا کو وہاں سے نکالو ما کو یہاں سے نکالو جوائنٹ کرو تو یہ ہم بنتا ہے ہم بن کر رہو تاکہ مضبوط ہندوستان بنا رہے۔

(۲) میرے بزرگو! میرے ساتھیو! میری بہنوں، ماتاؤ!

(۳) مجھے اچھی طرح یاد ہے جب اس ملک کے ایکس پرائمنسٹر آف انڈیا(Ex Prime Minister of India)وشوناتھ پرتاپ سنگھ صاحب کے ساتھ میں آل انڈیا جنرل سکریٹری جنتا دل کی حیثیت سے ایز اے(ASA)ممبر آف پارلیمینٹ کام کر رہا تھا اس وقت انسانیت کی بات چلی، آدمیت کی بات چلی، مانوتا کے اپاتھ کی بات چلی۔ تو وی پی سنگھ صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ عبید اللہ بھائی کبھی موقع ملے تو مراری باپو کے درشن ضرور کر لیجئے۔

(۴) آج ہم اس رام کتھا میں ہیں اور مراری باپو کو ہی حق پہونچتا ہے رام کی کتھا بیان کرنے کا۔

(۵) رام کو کس طرح سے لوگوں نے دیکھا، سمجھا پرکھا۔ میں نے ایز ے (ASA) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا میری تاریخ اردو ادب میں شری رام کی حیثیت کو کس طرح جتوایا اور پہنچوایا میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی اس نظم کا حوالہ دوں گا جس نظم کا عنوان ہی ہے رام۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں:

ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اہل نظر سمجھتے ہیں ان کو امام ہند

(۶) شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے۔

(۷) ان کا کریکٹر اتنا نرالا، پیارا اور بے مثال ہے کہ انٹیلکچول کلاس ہے۔

(۸) جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقتوں کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے۔

(۹) امام سے بڑا کسی کا درجہ نہیں ہوتا ہندوستان میں سب سے بڑے اس انسان کو امام ہند کے نام سے ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یاد کیا ہے۔

(۱۰) رام نام ہے سچائی کا جھوٹ کو پراجت کرتا ہے۔

(۱۱) رام نام ہے مظلوم اور دکھی لوگوں کی حمایت کا جو ظلم کی گردن پکڑتا ہے۔

(۱۲) رام نام ہے سورج کی اس روشنی کا جس کے ذریعہ اندھیرے دور ہوتے ہیں۔

(۱۳) رام نام ہے چاند کی چاندنی کا جس کے ذریعہ لوگوں کو سکون ملتا ہے۔

(۱۴) رام نام ہے اس ٹھنڈی ہوا کا جو جھلساتی ہوئی دھوپ میں انسان کے لیے چھتر چھایا بن جاتی ہے۔

(۱۵) میں اس رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا۔

(۱۶) نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے۔

(۱۷) انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروایا سیتا جی کے ساتھ ایک آتنک وادی نے جو آتنکت کرنے کی گھٹنا کی تھی ہم اسے راون کے نام سے جانتے ہیں: اس آتنک واد کے خلاف شری رام نے جہاد چھیڑا تھا۔

(۱۸) آج لفظ جہاد اور لفظ آتنک واد پر بڑی بحث ملک میں ہو رہی ہے۔

(۱۹) میں باپو کی موجودگی میں اپنا سوبھاگ سمجھتا ہوں کہ اپنے وچاروں کو آپ کے سامنے دو چار منٹ کی اگر اجازت ہو تو رکھ دوں۔

ایک چیز ہے آتنک واد جس سے ہمارا پورا ملک پیڑت ہے، ہمارا ہی ملک نہیں پورا سنسار پیڑت ہے کسی کو آتنکت کرنا یہی تو ہے آتنک واد۔ اور جو ایسا کرتب کرتا ہے وہی ہے آتنک وادی۔ ایسے آتنک واد کا توڑ اور ایسے آتنک واد کے خلاف لڑائی لڑنے کا نام عربی زبان میں جہاد ہے۔ اس لفظ جہاد کو اتنا اپوتر کر کے رکھا ناپاک لوگوں نے کہ جو لڑائی آتنک کے خلاف لڑنے کا ہتھیار تھا اسی

ہتھیار کو آج آتنک کا نام دے دیا گیا۔

جہاد نام ہے جدوجہد کا، پریشرم کا۔ پازیٹو وے میں پریشرم کا نام جہاد ہے اور نیگیٹو میں پریشرم کا نام آتنک واد ہے اسی نیگیٹو وے میں جب پریشرم کیا تھا راون نے تو شری رام نے اس کے خلاف جدوجہد کیا تھا ماتا کی عزت بچانے کے لئے صرف سیتا جی کی عزت کا سوال نہیں تھا قیامت کی صبح تک پیدا ہونے والی ان ساری سیتاؤں کی عزت کا سوال تھا جن کی عزت کے لئے رام نے اپنے جہاد کا قدم اٹھایا تھا اسی عظیم نام کو لیتے ہی نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے، جہاں وہ نام لیا جائے اور وہاں بھی سماج میں نفرت موجود ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم شری رام کا نام زبان سے تو لیتے ہیں، اپنے عمل میں اپنے کرتب میں اپنے سنسکار میں شری رام کو داخل نہیں کرتے۔

(۲۰) تو آج کی اس مجلس میں میں بہت زیادہ کچھ نہیں کہوں گا میں صرف اتنا ہی کہوں گا میں جب آیا تو میری بیگم نے بھی یہی کہا:

(۲۱) کہ میں مراری باپو کو جب بھی ٹی وی پہ دیکھتی ہوں تو جب تک ان کا پورا پروچن نہیں سن لیتی ہوں میں بند نہیں کرتی ہوں۔

(۲۲) میری طرف سے بھی انہیں آپ آداب کہیے گا اور اگر موقع ملے تو مراری باپو کو سلام کرنے کے لئے ایک سیکنڈ اپنا ٹیلی فون دے دیجئے گا تاکہ ان سے بات کرنے کا سوبھاگ ہمیں حاصل ہو جائے۔

(۲۳) تو میرے دوستو! سچی بات یہ ہے میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں میں

بے ادبی سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں سننے آئے ہیں میں تو صرف اپنی بھاوناؤں کو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ انسانیت آدمیت یہ اس ملک کی کلپنا ہے، یہ اس ملک کی پہچان ہے۔

(۲۴) سارے جہاں میں میں نے آپ کی دعا سے تقریباً ۴۲ رملکوں کا دورہ کیا ہے، مگر میں نے دنیا میں ہندوستان جیسی وہ سبھیتا نہیں دیکھی جو دنیا کے کسی بھی ملک میں دیکھنے کی تمنا کر کے میں چلا تھا۔

(۲۵) میں آپ کو بتاؤں: کسی ملک میں ہے تو ایک مذہب ہے، ایک کلچر ہے، ایک موسم ہے مگر یہ ہندوستان مہمانوں کی عزت کرنے والا ایسا میزبان ملک ہے کہ ساری دنیا کا مذہب اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آئیے، ساری دنیا کی سنسکرتی اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آئیے، ساری دنیا کی محبت آپ کو چاہئے تو ہندوستان آئیے، سارے جہان کا موسم اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آئیے۔ اسی لئے میں اقبال کے اس شعر کو پڑھ کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

محبت بانٹیے نفرت ختم کیجیے، رام کتھا کا یہی پیغام ہے۔

خدا حافظ، آداب، سلام

مولانا عبیداللہ کی تقریر اور فتویٰ کفر

یہ مولانا عبیداللہ اعظمی کی وہ تقریر ہے کہ جس نے اس کو ہندوؤں کے ایک مذہبی پروگرام میں بول کران کی خوشنودی کو حاصل کیا ان کی اس تقریر کے متعلق علمائے اہل سنت ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم کی بارگاہ میں ایک استفتا بھیجا گیا۔

اس استفتا کو من وعن نقل کیا جاتا ہے:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی تقریر میں کہا:

رام کو کس طرح سے لوگوں نے سمجھا، پرکھا میں نے بحیثیت ASA (ایز ے) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا، شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے، ان کا کریکٹر اتنا نرالا، پیارا اور بے مثال ہے جو انٹلکچول (دانشور) کلاس ہے جو چیزوں کے وجود کو گہرائی میں اتر کران کی حقیقتوں کو جاننے کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے، رام نام ہے سچائی کا جھوٹ کو پراجت کرتا ہے رام نام ہے مظلوم اور دکھی لوگوں کی حمایت کا جو ظلم کی گردن پکڑتا ہے رام نام ہے سورج کی اس روشنی کا جس کے ذریعہ اندھیرے

دور ہوتے ہیں رام نام ہے چاند کی چاندنی کا جس کے ذریعہ لوگوں کو سکون ملتا ہے رام نام ہے اس ٹھنڈی ہوا کا جو جھلساتی ہوئی دھوپ میں انسان کے لیے چھتر چھایا بن جاتی ہے میں اسی رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے۔ ایسے شخص کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ اسے کسی دینی پروگرام میں بلانا یا اس کی تقریر سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

سائل: عبداللہ (ممبئی)

۹۲/۸۶ھ

الجواب۔ کفار کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا کھلا کفر ہے فتاوی رضویہ مترجم میں ہے۔ کفار کے دیوتاؤں کی تعریف کرنا کفر صریح ہے۔ ج ۱۴ ص ۶۲۵

لہذا ایسا شخص دائرۂ اسلام سے باہر ہے اسپر توبہ تجدید ایمان اور گر بیوی رکھتا ہوتو تجدید نکاح فرض ہے اسکو پروگراموں میں بلانا اس کی تقریر سننا ناجائز وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: ولی محمد رضوی غفرلہ

اب تک اس رقعہ پر تقریبا پانچ سو (۵۰۰) علماو مفتیان کرام تصدیقی دستخط فرما چکے ہیں۔

مذکورہ تقریر تمام الزامات سے بری

مذکورہ فتویٰ کے عام ہوجانے کے بعد ایک دوسرے فتوے کی تشہیر سوشل میڈیا کا سہارا لے کر بہت زور وشور سے کی گئی۔جس کی سرخی قائم کی گئی "**صحیح فتویٰ** ائمۂ حق اور امام احمد رضا رحمہم اللہ کا موقف تکفیرِ مسلم سے تا حدِ امکان اجتناب" اس کو بھی نقل کیا جاتا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلے میں کہ

فیس بک وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کچھ علما نے ایک فتویٰ کے ذریعہ مجھے دائرۂ اسلام سے خارج کردیا ہے اور دلیل میں میری تقریر کا ایک نامکمل حصہ پیش کیا ہے فتویٰ کی نقل مع استفتا یہ ہے:

مذکورہ فتویٰ استفتا کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

اس استفتا کا مستفتی کوئی "بندۂ خدا" ہے جس کا پورا پتا درج نہیں

اور مفتی کا تو سرے سے کوئی فرضی نام بھی نہیں۔تصدیقی دستخط کرنے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے نہ معلوم ان میں مفتی کون ہے؟

میری تقریر کا تھوڑا سا حصہ سوال میں نقل کرکے حکم کفر جاری کردیا گیا اور باقی ضروری حصے کو چھوڑ دیا گیا ہے، جیسے کوئی "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ" (نماز کے قریب نہ جاؤ) سے استدلال کرے اور "وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی" (جب کہ تم نشے میں ہو) چھوڑ دے۔

پہلے تو یہ جاننا چاہئے کہ میں نے یہ تقریر کس مقام پر کس دور میں اور کس بنیاد پر کی۔میری یہ تقریر گجرات کے ایک شہر میں ہوئی ہے۔جب گجرات کے فساد میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا اور ان کی عزت املاک کی بے پناہ بربادی ہوئی تھی مگر مراری باپو (پنڈت) نے اپنے "رن کچھ" علاقے میں بھرپور ورک کرکے امن و امان قائم رکھا، اس دیار میں مسلمانوں کی آبادی بہت ہے مگر قتل وغارت گری تو کیا کسی کی نکسیر بھی نہ ہوئی۔انہوں نے "گاندھی دھام" گجرات میں رام کتھا کی ایک محفل رکھی جس میں سبھی لوگوں کو مدعو کیا اور اپنے اپنے نقطۂ نظر کے لحاظ سے اظہار خیال کی دعوت دی ان دنوں گیارہویں یا بارہویں شریف کے سلسلے میں میرے تقریری پروگرام اسی دیار میں ہو رہے تھے لوگوں نے مجھے بھی دعوت دی اور وہاں کے سنی مسلمانوں نے زور دیا کہ آپ کو اس پروگرام میں شرکت کر لینا چاہیے۔مراری باپو نے یہاں باہمی

امن امان اور رواداری کی بڑی اچھی فضا قائم کی ہے، آپ کی شرکت سے اس میں اور پختگی آئے گی اور مسلمانوں کا بھلا ہوگا۔ ان حضرات کی تحریک پر اس علاقے اور اس ماحول کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ چونکہ یہ پروگرام ''رام'' کے نام سے منسوب تھا، اس لئے رام کی امن پسندی، صفائی و پاکیزگی وغیرہ کے متعلق ہندوؤں کے جو خیالات ہیں انہیں کو ان کے درمیان رکھتے ہوئے میں نے ان پر حجت قائم کی اور کشت وخون سے ہٹ کر امن و آشتی کے سایے میں زندگی گزارنے کی ہدایت کی۔

مسلم دشمن اور فرقہ پرست عناصر جہاد کو آتنک واد کی صورت میں دکھا کر مسلمانوں کی شبیہ بگاڑنے میں لگے ہوئے ہیں، اس لئے میں نے جہاد کے اصل معنی بتاتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کیا۔ اور یہ واضح کیا کہ رام کو ماننے والے خود اس راستے سے ہٹ چکے ہیں۔

میں اپنی تقریر کا وہ ضروری حصہ یہاں نقل کرتا ہوں تاکہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوجائے۔

میں نے ایزے (ASA) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا میری تاریخ اردو ادب میں شری رام کی حیثیت کو کس طرح جتوایا اور دیکھوایا میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی اس نظم کا حوالہ دوں گا جس

کا عنوان ہی ہے رام۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں:

ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اہل نظر سمجھتے ہیں ان کو امام ہند

شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے، ان کا کریکٹر اتنا نرالا، پیارا اور بے مثال ہے کہ انٹیلیکچول کلاس ہے، جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقتوں کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے۔ رام نام ہے سچائی کا جھوٹ کو پراجت کرتا ہے۔ رام نام ہے مظلوم اور دکھی لوگوں کی حمایت کا جو ظلم کی گردن پکڑتا ہے، رام نام ہے سورج کی اس روشنی کا جس کے ذریعہ اندھیرے دور ہوتے ہیں، رام نام ہے چاند کی چاندنی کا جس کے ذریعہ لوگوں کو سکون ملتا ہے۔ رام نام ہے اس ٹھنڈی ہوا کا جو جھلساتی ہوئی دھوپ میں انسان کے لئے چھتر چھایا جاتی ہے۔ میں اسی رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا، نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے، انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروایا۔ سیتا جی کے ساتھ ایک آتنک وادی نے جو آتنک کرنے کی گھٹنا کی تھی ہم اسے راون کے نام سے جانتے ہیں: اس آتنک واد کے خلاف شری رام نے جہاد

چھیڑا تھا۔

ایک چیز ہے آتنک واد جس سے ہمارا پورا ملک پیڑت ہے، ہمارا ہی ملک نہیں پورا سنسار پیڑت ہے کسی کو آتنکت کرنا یہی تو ہے آتنک واد۔ اور جو ایسا کرتب کرتا ہے وہی ہے آتنک وادی۔ ایسے آتنک واد کا توڑ اور ایسے آتنک واد کے خلاف لڑائی لڑنے کا نام عربی زبان میں جہاد ہے۔ اس لفظ جہاد کو اتنا اپوتر کر کے رکھا ناپاک لوگوں نے کہ جو لڑائی آتنک کے خلاف لڑنے کا ہتھیار تھا اسی ہتھیار کو آج آتنک کا نام دے دیا گیا۔

جہاد نام ہے جدوجہد کا، پریشرم کا۔ پازیٹو وے میں پریشرم کا نام جہاد ہے اور نگیٹو میں پریشرم کا نام آتنک واد ہے اسی نگیٹو وے میں جب پریشرم کیا تھا راون نے تو شری رام نے اس کے خلاف جدوجہد کیا تھا مانوتا کی عزت بچانے کے لئے صرف سیتا جی کی عزت کا سوال نہیں تھا قیامت کی صبح تک پیدا ہونے والی ان ساری سیتاؤں کی عزت کا سوال تھا جن کی عزت کے لئے رام نے اپنے جہاد کا قدم اٹھایا تھا اسی عظیم نام کو لیتے ہی نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے، جہاں وہ نام لیا جائے اور وہاں بھی سماج میں نفرت موجود ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم شری رام کا نام زبان سے تو لیتے ہیں، اپنے عمل میں اپنے کرتب میں اپنے سنسکار میں شری رام کو داخل نہیں کرتے۔

یہ ہے صحیح اور سچی بات جسے توڑ مروڑ کر کفر تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب ان حقائق کے پیش نظر چند باتیں جاننا چاہتا ہوں۔

۱۔ ایک مسلمان کے لئے ایمان سے بڑی کوئی چیز نہیں کفر ثابت ہو تجدید ایمان فرض جانتا ہوں لیکن کیا میری اس تقریر پر حکم کفر عائد ہوتا ہے جب کہ وہ تقریر غیروں پر حجت قائم کرنے کے لیے ان کے خیالات کو بتاتے، دکھاتے ہوئے کی گئی ہے؟

۲۔ مذہب اہل سنت تو یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بات میں ننانوے (۹۹) احتمال کفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال اسلام کا ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اسے مسلمان ہی مانا جائے، تو عرض ہے کہ میری تقریر اسلام اور مسلمانوں کی طرف جاتی ہے یا یہ ہر پہلو کفر و شرک کا ارتکاب کرتی نظر آتی ہے؟

۳۔ مجھے انٹرنیٹ کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ فتوی میں فتاوی رضویہ کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ غلط ہے تو کیا واقعی ہمارے ان صغیر و کبیر علما نے فتاوی رضویہ کے ساتھ اس طرح کی ''دیانت'' کا ثبوت پیش کیا ہے؟

۴۔ میری تقریر کفر و شرک سے خالی ہونے کی صورت میں اسے کفر پر مشتمل ٹھہرانے بلکہ قائل کو بھی دائرۂ اسلام سے خارج ٹھہرانے والوں کا کیا حکم ہے؟

مجھے امید ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب باصواب سے

نوازیں گے۔ بینوا توجروا

مستفتی عبیداللہ خاں اعظمی
خالص پور، اعظم گڑھ، یوپی
[۱۵ر مارچ ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

(۱) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں:

ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لآ الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ قال الاسلام یعلو ولا یعلی (تمہید ایمان ص ۴۳ وسبحان السبوح ص ۸۰)

تقریر کے اقتباس سے ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کے خیالات کو بتاتے ہوئے انہی سے ان پر حجت قائم کی گئی ہے جو خطیب کے زور بیان کی واضح دلیل ہے اس لئے اس تقریر سے خطیب کے ایمان پر کوئی آنچ نہیں آتی بلکہ یہ تو اس کے ایمان کی نشانی ہے کہ مجمع غیر میں جاکر انہیں کی باتوں سے ان پر حجت قائم کردی۔

مخالف پر حجت قائم کرنے کے لئے کوئی خلاف واقع بات بھی کہنے کی

اجازت ہے، مفسرین قرآن نے خود قرآن حکیم سے اس کا استخراج کیا ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں:

ویجوز عندالأمة فرض الباطل مع الخصم حتی یرجع الی الحق من ذات نفسه فانه أقرب فی الحجة وأقطع للشبهة (الجامع لأحکام القرآن لأبی عبدالله محمد بن احمد الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ ج ۱۱، دار الکتب المصریة القاهرة، الطبعة الثانیة ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)

اس تفصیل کے پیش نظر سوال میں تقریر کا جو اقتباس خود قائل نے نقل کیا ہے وہ کفر یا حرام نہیں بلکہ اپنے مذہب کا دفاع ہے اور غیروں پر اقامت حجت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جیسا کہ سطور بالا سے عیاں ہے تقریر کا یہ حصہ غیروں پر اقامت حجت کے لئے ہے اس لئے اس میں ایک احتمال بھی کفر کا نہیں۔ لہذا خطیب ہرگز ہرگز دائرۂ اسلام سے خارج نہیں وہ مسلمان اور اس کی تقریر سننا جائز ہے۔

بلاشبہہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں سو (۱۰۰) پہلو ہوں، جن میں ننانوے (۹۹) پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہوجائے کہ اس نے کوئی کفری پہلو مراد لیا ہے اسے مسلمان ہی مانا جائے گا اور مفتی پر واجب ہے کہ مسلمان کے

ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے کلام کو اسلامی پہلو ہی پر محمول کرے۔
یعنی مفتی پر لازم ہے کہ پہلے یہ دیکھے کہ ایک مسلمان کے کلام میں اگر کوئی پہلو کفر کا نکلتا ہے تو کوئی پہلو اسلام کا بھی نکلتا ہے یا نہیں؟ تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی مسلم کے کلام میں ننانوے (۹۹) پہلو اسلام کے ہوں اور ایک احتمال کفر کا ہو، اسی کفری احتمال کو لے کر مفتی اچھے خاصے مسلمان پر کفری حکم چسپاں کردے اور ظلم صریح کا مرتکب ہو بلکہ تکفیر مسلم کی بلا میں گرفتار ہو کر خود اپنے اوپر حکم کفر لوٹا لے۔ یہ مضمون تمہید ایمان، شرح فقہ اکبر اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہاں میں نے فتاویٰ رضویہ مترجم وغیر مترجم دونوں میں اس مقام پر وہ عبارت تلاش کرنے کی کوشش کی مگر نہ ملی، یہاں فتاویٰ رضویہ کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) تکفیر مسلم بڑا دشوار اور خطرناک معاملہ ہے۔ اس کے لئے مفتی پر لازم ہے کہ ذاتی رنجش اور بغض وعداوت، اسی طرح کسی کی بے جا حمایت عصبیت سے بالاتر ہو کر بڑی دیانت وامانت اور دقت نظر سے غور کرے کہ کلام قائل کا ظاہر اسلام کی طرف جاتا ہے یا کفر کی طرف؟ برتقدیر ثانی اس میں کسی تاویل یا اسلامی پہلو کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اگر مفتی پر یہ امر واضح نہ ہو تو دوسرے دقیق النظر اور وسیع العلم حضرات سے دریافت کرے اور قائل اگر زندہ ہے تو اس سے بھی پوچھے تاکہ وہ خود اپنی مراد یا اپنے کلام کی معقول

توجیہ (اگر ہو تو) پیش کرسکے۔

اسی طرح فتوائے تکفیر کے لئے قلم اٹھانے والے کو درج ذیل امور کا علم ہونا بھی ضروری ہے:

(ا) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں: ''اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات ہے۔ اور قائل کا کافر مان لینا اور بات'' دونوں میں کیا فرق ہے؟

(ب) لزوم کفر اور التزام کفر کے مواقع اور دونوں میں فرق، کفر فقہی اور کفر کلامی کا فرق

(ج) تاویل قریب، تاویل بعید، تاویل متعذر کی معرفت اور فقہا و متکلمین کے نزدیک ان کے مراتب اعتبار وعدم اعتبار

(د) شبہہ فی الکلام، شبہہ فی المتکلم، شبہہ فی التکلم سے آگاہی

(ہ) صریح کنایہ پھر صریح متعین وصریح متبین سے واقفیت اور فقہا و متکلمین کے نزدیک ان کے احکام۔

(و) کافر کی تعظیم وتعریف اور اس کے دیگر امور کس صورت میں کفر ہیں، کس صورت میں حرام وناجائز ہیں، کس صورت میں حرام وناجائز بھی نہیں، ان سب کو جاننا ضروری ہے۔

بطور مثال یہ چند باتیں ذکر کی گئی ہیں مختصر یہ کہ جو اصول افتا اور اصول تکفیر سے پوری طرح آشنا اور ان پر اچھی طرح کاربند ہو اسی کو تکفیر جیسے اہم

امر میں حکم دینے کا حق ہے ورنہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشاد کا مصداق ہے:

اجرؤ کم علی الفتیا اجرؤ کم علی النار۔ تم میں جو فتوی دینے پر زیادہ جری ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ جرأت رکھتا ہے۔ (رواہ الدارمی)

اور جو شخص بے وجہ روشن کسی مسلمان کی تکفیر پر جسارت کرتا ہے اس کی تنبیہ کے لئے درج ذیل احادیث کافی ہیں:

(۱) ایما امرئ قال لأخیه کافر فقد باء بها احدهما, ان کان کما قال والا رجعت علیه۔

یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر، ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔ رواہ الأئمة مالک واحمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔ واللفظ لمسلم۔

(۲) اذا قال الرجل لأخیه یا کافر فقد باء به احدهما۔ جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو ”یا کافر“ کہے تو ان دونوں میں سے ایک کا رجوع اس طرف بے شک ہوگا۔ رواہ الامام البخاری فی صحیحه عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه

(۳) لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک

الا حار علیه۔ ولا یری رجل رجلا بالفسق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک۔ جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے۔ اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر طعن کیا تھا ایسا نہ ہو۔ رواہ الامام احمد والبخاری ومسلم عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ وما نقلت مختصر۔

(۴) ما أکفر رجل رجلا قط الا باء بها احدهما ان کان کافرا, والا کفر بتکفیره۔ یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور دونوں اس سے نجات پا جائیں بلکہ یہ ان میں ایک پر ضرور گرے گی، اگر وہ کافر تھا تو یہ بچ گیا، ورنہ اسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔ رواہ الامام ابن حبان فی صحیحه المسمی بالتقاسیم والانواع بسند صحیح عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے یہ احادیث مع دیگر تفصیلات اپنے رسالہ ”النهی الأکید“ میں ذکر فرمائی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبه

محمد نظام الدین الرضوی

رئیس قسم الافتا بالجامعة الاشرفیہ مبارکفور

اس کے بعد تقریباً پندرہ (۱۵) لوگوں کے دستخط ہیں۔

فتوے کا شرعی جائزہ

تبصرہ

مفتی نظام الدین صاحب قبلہ صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے مولوی عبیداللہ خان اعظمی کی حمایت کرتے ہوئے بے داغ ثابت کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مندرجہ ذیل اقتباس کو نقل فرمایا ہے:

(۱) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں: ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لاَ اِلٰہ الااللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ قال الاسلام یعلو ولا یعلی (تمہید ایمان ص ۴۳ و سبحان السبوح ص ۸۰)

مفتی صاحب قبلہ کی جناب میں بصد ادب و احترام یہ عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے جہاں تمہید ایمان میں آپ کا نقل فرمودہ تحریر فرمایا ہے

وہیں آگے یہ بھی تو تحریر فرمایا ہے:

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے، مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہوجائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے، یعنی قضا دو ہیں: مبرم و معلق۔ جیسے قرآن عظیم میں فرمایا:

إلاآن یأتیھم اللّٰہ ای امر اللہ (البقرۃ ۲/ ۲۱۰) مگر یہ کہ ان کے پاس آئے اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا امر آئے۔ (تمہید ایمان مطبوعہ مدنی بکڈپو ص: ۴۵)

شفا شریف میں ہے:

التاویل فی لفظ صراح لا یقبل (الشفاء فی تعریف حقوق المصطفی القسم الرابع ۲/ ۲۰۹) کھلے لفظ میں تاویل کا دعوی مسموع نہیں ہوتا۔

ملا علی قاری قدس سرہ شرح شفا میں فرماتے ہیں:

ھو مردود عند القواعد الشرعیة (شرح الشفاء لملاّ علی القاری، القسم الرابع، الباب الأول ۲/ ۳۹۶) ایسا دعوی شریعت میں مردود ہے۔

نسیم الریاض میں ہے:

لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا (نسیم الریاض ۴/ ۳۴۳) ایسی تاویل کی جانب التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں اس پر امت کا اجماع ہے۔ (فتاوی شارح بخاری، کتاب العقائد جلد اول ص: ۲۱۴)

کفار کے پیشواؤں اور ان کے دیوتاؤں کی تعریف وتحسین کرنے کا حکم

(۱) غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر باب السیر والردۃ ۱ / ۲۹۵ میں ہے:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعة عندھم حال الحیض حسن فھو کافر۔ جس نے کسی کافر کے عمل کو اچھا گمان کیا وہ باتفاق مشائخ کافر ہے، حتی کہ انھوں نے فرمایا کہ جو شخص مجوسیوں کے شعار، کھانا کھاتے وقت بات چیت کے ترک کو اچھا کہے یا حالت حیض میں بیوی کے ساتھ ایک بستر میں لیٹنے کے ترک کو مجوسیوں کی وجہ سے اچھا کہے وہ کافر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں:

(۲) کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمۂ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴ / ۶۲۵)

(۳) ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے۔ غمز العیون والبصائر میں ہے:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر ۔ جس نے کسی کافر کے عمل کو اچھا گمان کیا وہ باتفاق مشائخ کافر ہے۔ ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴ / ۶۲۵)

(۴) النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد (عقائد نسفی مع الشرح ص ۱۱۹) نصوص کو اپنے ظاہر ہی پر محمول کیا جائے گا اور اس سے ایسے معانی کی طرف عدول جن کا دعوی اہل باطن نے کیا سراسر الحاد ہے۔

شہزادۂ صاحب عرس قاسمی تاج العلما اولاد رسول سید شاہ محمد میاں قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ نے اپنے زمانے میں ایسے گھٹیا قسم کے لوگوں کا بہت شد ومد کے ساتھ رد فرمایا تھا، جیسا کہ مارہرہ شریف سے شائع ہونے والے رسالے میں ہے: تاج العلما علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کا رد فرمایا تھا کہ جنہوں نے گاندھی کو اپنا رہنما و پیشوا مانا یہاں تک کہ آپ نے ان کو گاندھویوں سے تعبیر فرمایا اور ایک رسالہ بنام "گاندھویوں کا اعمال نامہ" تحریر کیا جو ان کے اعمال واقوال اور افعال کے محاسبہ پر مشتمل ہے۔ (اہل سنت کی آواز دوم ۲۰۱۰ء ص: ۳۵۵) اس کے علاوہ اس موضوع پر مندرجہ ذیل کتب بھی آپ نے ہندؤں سے مودت اور ان کے امام نہ ہونے کے خلاف تحریر فرمائیں: (۱) فتنۂ ارتداد اور ہندو مسلم اتحاد (۲) التحقیقات الشرعیہ فی رد خباثات الگاندھویہ (۳) لیڈروں کا کارنامہ (۴) رسالہ در مغالطات گاندھویہ (۵) مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری (۶) طرہ مغالطہ لیگ۔

مفتی نظام الدین صاحب صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ کے مصدقہ فتاوی میں ہے:

مفتی نظام الدین صاحب صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے مصدقہ فتاوی کے مجموعہ ''فتاوی مرکز تربیت افتا'' میں ہے:

غیر مسلموں کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا ان کو عزت دینا ہے، مزید براں زید کے اس شعر ''کڑ کڑ میں رام بسے، من میں سیتا رام'' سے ان کے دیوتاؤں کا اعزاز ظاہر ہے جو صریح کفر ہے۔ (فتاوی مرکز تربیت افتا کتاب السیر ۲/۶۰)

تبصرہ

مفتی صاحب قبلہ نے جناب مقرر صاحب کی تقریر کے اقتباس کو غیر مسلموں کے خیالات بتا کر مقرر کے زور بیان کی مدح سرائی کی ہے اور مفتی صاحب قبلہ کی باتوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ مقرر نے مجمع غیر میں جا کر یہ سب باتیں کر کے گویا کہ بہت بڑا ثواب کا کام کیا ہے مفتی صاحب قبلہ کے فتوے کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> تقریر کے اقتباس سے ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کے خیالات کو بتاتے ہوئے انہی سے ان پر حجت قائم کی گئی ہے جو خطیب کے زور بیان کی واضح دلیل ہے اس لئے اس تقریر سے خطیب کے ایمان پر کوئی آنچ نہیں آتی بلکہ یہ تو اس کے ایمان کی نشانی ہے کہ مجمع غیر میں جا کر انھیں کی باتوں سے ان پر حجت قائم کر دی۔

مفتی صاحب قبلہ تقریر کے کسی بھی اقتباس سے یہ ظاہر نہیں کہ اس میں غیر مسلموں کے خیالات بیان کئے جا رہے ہیں بلکہ تقریر کا ہر ہر جملہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس پوری تقریر میں خطیب صاحب نے اپنے خیالات اور اپنی فکر کا اظہار کرتے ہوئے اپنے وچاروں کو ہندؤں کے سامنے رکھا ہے۔ اور یہ بات مقرر صاحب کی تقریر میں صراحۃً موجود اور ان کے مندرجہ ذیل اقتباس سے بالکل ظاہر ہے:

(الف) میں نے ایز ے (ASA) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا میری تاریخ اردو ادب میں شری رام کی حیثیت کو کس طرح جتوایا اور سمجھوایا میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی اس نظم کا حوالہ دوں گا جس نظم کا عنوان ہی ہے رام۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں:

ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اہل نظر سمجھتے ہیں ان کو امام ہند

(ب) شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے، ان کریکٹر اتنا نرالا، پیارا اور بے مثال ہے کہ انٹیلکچول کلاس ہے۔

(ج) جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقتوں کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے۔

(د) رام نام ہے سچائی کا جھوٹ کو پراجت کرتا ہے۔ رام نام ہے مظلوم اور دکھی لوگوں کی حمایت کا جو ظلم کی گردن پکڑتا ہے، رام نام ہے سورج کی اس روشنی کا جس کے ذریعہ اندھیرے دور ہوتے ہیں، رام نام ہے چاند کی چاندنی کا جس

کے ذریعہ لوگوں کو سکون ملتا ہے۔ رام نام ہے اس ٹھنڈی ہوا کا جو جھلساتی ہوئی دھوپ میں انسان کے لیےآ بن جاتی ہے۔

(۵) میں اسی رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا، نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے، انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروایا۔

یہاں مذکورہ اقتباس میں مقرر صاحب کے کسی بھی جملے سے یہ بات ظاہر نہیں کہ انہوں نے یہ جملے ڈاکٹر اقبال یا ہندوؤں کے نظریات کو ظاہر کرنے کے لئے یا غیر مسلموں کے خیالات بتانے کے لئے کہے ہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقرر صاحب نے اپنے نظریات کو بیان کیا ہے۔ مقرر کے اپنے خیالات ونظریات ہونے پر الف سے لے کر ہا تک تمام اقتباس صراحت سے دلالت کرتے ہیں۔

ان نظریات میں قوت پیدا کرنے کے لئے مخاطبین کے سامنے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر اقبال کے مندرجہ ذیل شعر سے استناد کیا ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی ایسی خفیہ بات ہو جو مفتی صاحب کی بات کو ثابت کرتی ہو اور اس تک رسائی بھی صرف مفتی صاحب کی ہی ہو۔ ہاں مفتی صاحب قبلہ اتنا ہمیں بھی بتا دیں کہ آپ کو یہ کیسے پتہ چلا کہ یہ تمام جملے غیر مسلموں یا اقبال کے خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے کہے گئے۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ وَلَن تَفْعَلُواْ فَاتَّقُواْ النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرة ۲/۲۴) پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

یقیناً مفتی صاحب قبلہ آپ کی یہ بات بلا دلیل، مضحکہ خیز، اور ظاہر کے خلاف ہے۔ یہاں آپ کی دیانت داری تو یہ ہوتی کہ آپ حکم شرع کو نہ چھپاتے بلکہ اس کو ظاہر فرما دیتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ قائل کو کافر ہی کہتے لیکن اس کے قول قبیح کی شناعت کو بیان کرنا تو آپ کا فرض منصبی تھا لیکن افسوس آپ نے اس فرض منصبی کو ادا نہیں کیا۔

(۱) کیا کفار ومشرکین کے پیشواؤں اور ان کے دیوتاؤں کی تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے والے پر کوئی حکم شرع نافذ نہیں ہوتا؟؟؟

(۲) ان کے وجود کو پوتر و پاک، ان کے کیریکٹر (Character) کو پیارا اور بے مثال بتانا کیا شرعاً درست ہو سکتا ہے؟ کیا اس میں ہندوؤں کے لئے اس بات پر دلیل نہیں کہ وہ جس رام کو مانتے ہیں وہ بہت ساری خوبیوں کا حامل ہے جس کا اعتراف مسلمانوں کے رہنما بھی برسر عام کرتے ہیں؟؟؟ یہ غیروں پر حجت نہیں قائم ہوئی بلکہ یہ قول ان غیروں کی جانب سے ہم پر ہی حجت ہوگا۔ استغفر اللہ

(۳) کیا رام کہ جس کو ہندو اپنا بھگوان (خدا) مانتے ہیں اس کو اپنا امام ماننا شرعاً درست ہے؟؟ کیا واقعی رام سچائی کا ہی نام ہے؟ اگر ہاں تو دلیل دیجئے اور ان آیات قرآنیہ کی بھی وضاحت کیجئے کہ جن میں صراحۃً کفار ومشرکین کو جھوٹا کہا گیا ہے؟ اگر نہیں تو ایسا کہنے والے کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

(۴) کیا واقعی رام ظلم کو دفع کرنے والے شخص کا نام ہے؟ اگر ہاں تو دلیل دیجئے اور ان آیات قرآنیہ کی بھی وضاحت کیجئے کہ جن میں صراحۃً کفار ومشرکین کو ظالم کہا گیا ہے؟ اگر نہیں تو ایسا کہنے والے کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

(۵) کیا واقعی رام سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی اور ٹھنڈی ہوا کا ہی نام ہے؟ اگر ہاں تو دلیل دیجئے نیز ان آیات قرآنیہ کی بھی وضاحت کیجئے کہ جن میں صراحۃً کفار و مشرکین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ تاریکی میں ہیں؟ اگر نہیں تو ایسا کہنے والے کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

(۶) کیا واقعی رام نے انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروایا ہے؟ اگر ہاں تو دلیل دیجئے نیز یہ بھی بتایئے کہ جن آیات میں خداوند قدوس نے کفار و مشرکین کو ظالم، جھوٹا اور رذیل و ذلیل فرمایا ہے ان کا کیا مطلب ہے؟ اگر نہیں تو ایسا کہنے والے کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

(۷) انسان یا انسانیت کی وہ کون سی عظمت ہے کہ جس کو رام نے واپس کروایا اگر ہے تو اس کو بیان کیجئے؟ اگر نہیں تو ایسا کہنے والے کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

بڑے افسوس کی بات ہے کہ مقرر صاحب تو اس بات کو صراحۃً بیان کریں کہ وہ اپنی تقریر میں اپنی فکر اور اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں (میں نے ایز ے(ASA) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا۔ میں اس رام کو جانتا ہوں وغیرہ۔ اس کے علاوہ استفتا میں بھی خطیب صاحب نے بالکل صراحت کے ساتھ واضح الفاظ میں اس بات کا اظہار یوں کیا ہے: انہوں (مراری باپو) نے ''گاندھی دھام'' گجرات میں رام کتھا کی ایک محفل رکھی جس میں سبھی لوگوں کو مدعو کیا اور اپنے اپنے

نقطۂ نظر کے لحاظ سے اظہار خیال کی دعوت دی) اور آپ کو نہ جانے کونسی بات نے اس پر آمادہ کیا ہے کہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ اس تقریر میں غیر مسلموں کے خیالات بتاتے ہوئے ان پر حجت قائم کی گئی ہے آپ نے یہ تمام باتیں نظر انداز فرمادیں اور اس تقریر کو بے داغ ثابت کر دیا۔

تبصرہ

اب مفتی صاحب قبلہ کے اگلے اقتباس کو دیکھئے تو ایسا لگتا ہے گویا کہ مفتی صاحب قبلہ نے اپنی مندرجہ بالا بات کو بلا دلیل نہیں کہا بلکہ اس کو علامہ قرطبی کے حوالے سے مزین بھی فرمایا ہے۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> مخالف پر حجت قائم کرنے کے لئے کوئی خلاف واقع بات بھی کہنے کی اجازت ہے، مفسرین قرآن نے خود قرآن حکیم سے اس کا استخراج کیا ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں: ویجوز عند الأمة فرض الباطل مع الخصم حتی یرجع الی الحق من ذات نفسه فانه أقرب فی الحجة و أقطع للشبهة (الجامع لأحکام القرآن لأبی عبد الله محمد بن احمد الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ ج ۱۱، دار الکتب المصریة القاهرة، الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)
>
> اس تفصیل کے پیش نظر سوال میں تقریر کا جو اقتباس خود قائل نے نقل کیا ہے وہ کفر یا حرام نہیں بلکہ اپنے مذہب کا دفاع ہے اور غیروں پر اقامت حجت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی صاحب کا یہ اقتباس دیکھ کر ایسا لگا کہ ضرور مفتی صاحب قبلہ کو یہاں تسامح ہوگیا ہے کیونکہ اس کا جو مطلب مفتی صاحب قبلہ نے بیان کیا ہے یقیناً عبارت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے:

''مخالف پر حجت قائم کرنے کے لئے کوئی خلاف واقع بات بھی کہنے کی اجازت ہے، مفسرین قرآن نے خود قرآن حکیم سے اس کا استخراج کیا ہے۔''

حالانکہ علامہ قرطبی کے مذکورہ کلام سے بالکل بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ کفار و مشرکین کے مذہبی پروگراموں میں جا کر ان کے مذہبی پیشواؤں اور دیوتاؤں کی تعریف کی جائے۔ بلکہ علامہ قرطبی کی اس عبارت سے تو یہ بھی ثابت نہیں ہوتا ہے کہ مخالف سے کوئی خلاف واقع بات کہی جائے۔ بلکہ علامہ قرطبی کی مذکورہ عبارت سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مخالف پر حجت قائم کرنے کے لئے کسی باطل کا فرض کرنا جائز ہے۔ نہ یہ کہ باطل بولنا جائز ہے بلکہ شناعت وقباحت خود قرآن مقدس کی کثیر آیات میں بیان کی گئی ہے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(۱) وَلاَ تَلْبِسُواْ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُواْ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة ۲/ ۴۲) اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ۔ (کنزالایمان)

(۲) يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (آل عمران ۳/ ۷۱) اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے۔ (کنزالایمان)

(۳) لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ (الأنفال ۸/ ۸) کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا پڑے برا مانیں مجرم۔ (کنزالایمان)

(۴) أَفَبِالْبٰطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُونَ (النحل ۱۶/ ۷۲) تو کیا جھوٹی بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۵) وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (بنی اسرائیل ۱۷/ ۸۱) اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ (کنزالایمان)

(۶) وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبٰطِلِ (الکهف ۱۸/ ۵۶) اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۷) بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبٰطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الأنبياء ۲۱/ ۱۸) بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے۔ (کنزالایمان)

(۸) إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ (العنکبوت ۲۹/ ۴۸) تو باطل والے ضرور شک لاتے۔ (کنزالایمان)

(۹)قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبٰطِلُ وَمَا يُعِيْدُ(سبا ۳۴/۴۹)تم فرماؤحق آیا اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے۔(کنزالایمان)

(۱۰)لَّا يَاْتِيْهِ الْبٰطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ(حٰم السجدة ۴۱/۴۲) باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔ (کنزالایمان)

(۱۱)وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبٰطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ(الشوریٰ ۴۲/۲۴)اور مٹاتا ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے۔(کنزالایمان)

(۱۲)وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ (الجاثیة ۴۵/۲۷) اور جس دن قیامت قائم ہوگی باطل والوں کی اس دن ہار ہے۔(کنزالایمان)

مندرجہ ذیل بارہ (۱۲) قرآنی آیات پیش کیں جو باطل کی قباحت وشناعت پر دلالت کرتی ہیں۔

تو مذکورہ اقتباس میں "فرض الباطل" کا مطلب مفتی صاحب نے غلط بیان کیا ہے۔ کیونکہ باطل کو فرض کرنا اور ہے اور باطل بکنا اور ان دونوں کو ایک ظاہر کرنا یہ فریب کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟

علامہ قرطبی کا قول قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے جبکہ مفتی صاحب کا قول قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔ باطل کو فرض کر کے اس کا رد کرنے کی مثالیں

قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا(الأنبياء ۲۱/۲۲)(فرض کرو) اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہوجاتے۔

صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

کیونکہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کی خدائی کے بت پرست معتقد ہیں تو فسادِ عالَم کا لزوم ظاہر ہے کیونکہ وہ جمادات ہیں، تدبیرِ عالَم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے اور اگر تعمیم کی جائے تو بھی لزوم فساد یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ دونوں متفق ہوں گے یا مختلف، اگر شئ واحد پر متفق ہوئے تو لازم آئے گا کہ ایک چیز دونوں کی مقدور ہو اور دونوں کی قدرت سے واقع ہو یہ محال ہے اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شئ کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاً واقع ہوں گے اور ایک ہی وقت میں وہ موجود ومعدوم دونوں ہوجائے گی یا دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شئ نہ موجود ہو نہ معدوم یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں تو ثابت ہوا کہ فساد ہر تقدیر پر لازم ہے۔ توحید کی یہ نہایت قوی برہان ہے اور اس کی تقریریں بہت بسط کے ساتھ ائمہ کلام کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں اختصاراً اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (صحیح البخاری

مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ ۱/ ۵۲۰) یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو عمر ہوتے۔

اور خلاف واقع بات کہنے کی مثال یہ ہے کہ ہندوؤں کے پیشواؤں اور دیوتاؤں وغیرہ کو انصاف ور اور سچا وغیرہ کہا جائے جبکہ وہ واقع میں جھوٹے اور ظالم ہیں تو یہ شریعت مطہرہ کے خلاف ہے جس کی شناعت وقباحت کسی پر مخفی نہیں۔

تبصرہ

(۴) جیسا کہ سطور بالا سے عیاں ہے تقریر کا یہ حصہ غیروں پر اقامت حجت کے لئے ہے اس لئے اس میں ایک احتمال بھی کفر کا نہیں۔ لہذا خطیب ہرگز ہرگز دائرۂ اسلام سے خارج نہیں وہ مسلمان اور اس کی تقریر سننا جائز ہے۔

مفتی صاحب قبلہ نے سطور بالا کے بعد یہ تحریر فرمایا کہ سطور بالا سے یہ ظاہر ہو چکا کہ تقریر کا مذکورہ حصہ غیروں پر حجت قائم کرنے کے لئے تھا لہذا اس میں ایک بھی احتمال کفر کا نہیں ہے۔

تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر غیروں پر حجت قائم کرنے کے لئے نہ ہوتا تو وہ کفر ہوسکتا تھا یا اس میں کوئی احتمال کفر ہوسکتا تھا لیکن اقامت حجت کے سبب یہ تمام

باتیں ختم ہوگئیں۔

اولا: کفر یقیناً غیروں پر حجت قائم کرنے کے لئے بھی جائز نہیں۔

ثانیا: حجت کسے کہتے ہیں یہ بھی سمجھ لیا جائے۔ سید السند میر سید شریف جرجانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

الحجة ما دل به علی صحة الدعوی وقیل الحجة والدلیل واحد۔

(کتاب التعریفات للجرجانی ۸۶ / معجم التعریفات ۷۳) حجت وہ ہے جو دعوی کی صحت پر دلالت کرے اور کہا گیا کہ حجت اور دلیل ایک ہی ہیں۔

جس کو مفتی صاحب قبلہ حجت کا نام دے رہے ہیں یقیناً وہ حجت ہی نہیں ہے۔

ثالثا: اگر اس کو فرض الباطل کے طریقے پر حجت تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا ان کفریہ کلمات کہنا جائز ودرست ہوجائے گا اور جائز ودرست ہی نہیں بلکہ دفاع مذہب قرار دے کر اس کو کار ثواب ثابت کیا جائے گا؟؟؟

رابعا: اگر اقامت حجت کے لئے ایسا کرنا جائز ہوجائے تو انسان جائے مناظرہ کے میدان میں ہندوؤں کے معبودان باطلہ کے بطلان کے لئے اور تعریف کرے شنکر ورام کیتی وہنومان کی۔ جائے مناظرہ کے میدان میں وہابیوں، دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کے بطلان کے لئے اور تعریف کرے اشرف علی تھانوی، اور قاسم نانوتوی، اور رشید احمد گنگوہی کی اور جواب میں کہے کہ یہ تو ان کے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا۔

الأمان والحفیظ

تبصرہ

بلاشبہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں سو(۱۰۰) پہلو ہوں، جن میں ننانوے(۹۹) پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے کوئی کفری پہلو مراد لیا ہے اسے مسلمان ہی مانا جائے گا اور مفتی پر واجب ہے کہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے کلام کو اسلامی پہلو ہی پر محمول کرے۔ یعنی مفتی پر لازم ہے کہ پہلے یہ دیکھے کہ ایک مسلمان کے کلام میں اگر کوئی پہلو کفر کا نکلتا ہے تو کوئی پہلو اسلام کا بھی نکلتا ہے یا نہیں؟ تا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی مسلم کے کلام میں ننانوے(۹۹) پہلو اسلام کے ہوں اور ایک احتمال کفر کا ہو، اسی کفری احتمال کو لے کر مفتی اچھے خاصے مسلمان پر کفری حکم چسپاں کر دے اور ظلم صریح کا مرتکب ہو بلکہ تکفیر مسلم کی بلا میں گرفتار ہو کر خود اپنے اوپر حکم کفر لوٹا لے۔ یہ مضمون تمہید ایمان، شرح فقہ اکبر اور فتاوی عالمگیری وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مفتی صاحب قبلہ اپنے فتوے کو دلائل سے مزین کرنے کے لئے تمہید ایمان، شرح فقہ اکبر اور فتاوی عالمگیری وغیرہ سے ماخوذ یہ مضمون پیش فرمایا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ اہل

سنت والجماعت کا یہ اصول اپنی جگہ مسلمہ حقیقت ہے بلکہ کفر سے بچانے کے لئے ہزار کے مقابلہ میں صرف ایک احتمال موجود ہو پھر بھی کفر کا فتوی دینا جائز نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ مترجم جلد ۱۴ ص:۱۳۷ پر ہے: فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول و فعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع و فظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سے ضعیف، نحیف سے نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اس کی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔ اھ

لیکن جب التزام کفر کی تمام صورتوں کا تعلق صریح کلام و کردار کے ساتھ ہو جس میں غیر کا احتمال ہی نہ ہو تو اس کو ظاہری مدلول و مفہوم سے پھیر کر اس کے خلاف احتمال و تاویل تلاش کرنا ہرگز جائز نہیں ہے جیسا کہ ابتدا میں ذکر کیا۔

تبصرہ

(۳) ہاں میں نے فتاوی رضویہ مترجم و غیر مترجم دونوں میں اس مقام پر وہ عبارت تلاش کرنے کی کوشش کی مگر نہ ملی، یہاں فتاوی رضویہ کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مفتی صاحب قبلہ نے دوسرے فتوے کے سراسر کذب و اتہام اور خلاف شرع ہونے کی جانب اپنی اس مذکورہ تلاش و جستجو کا حوالہ پیش فرمایا ہے۔ حالانکہ فتاوی رضویہ مترجم جلد ۱۴ ص:۲۲۵ پر یہ لکھا ہوا ہے:

کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا

صریح کلمہ کفر ہے۔

یاللعجب! ہمارے حضرت کو محقق مسائل جدیدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے سراج الفقہا کہا جاتا پھر بھی نہ جانے کون سی چیز تحقیق اور حوالے سے مانع رہی؟ نہ جانے کون سی چیز اس چراغ اور صفحہ نمبر کے درمیان حائل ہوگئی جس نے سراج الفقہا کے سامنے اس عبارت کو پردہ خفا میں رکھا؟ اور حضرت خود تو کتنی نصیحتیں احتیاط کے متعلق فرمارہے ہیں اور خود ہی ایک دم کہہ دیا کہ یہ حوالہ غلط ہے۔ استغفر اللہ

صفحہ نمبر کی تعیین کے بعد حوالہ تلاش کرنا کتنا آسان ہوجاتا ہے یقیناً یہ بات اہل فہم پر بالکل بھی مخفی نہیں ہے۔

تبصرہ

(۴) تکفیر مسلم بڑا دشوار اور خطرناک معاملہ ہے۔ اس کے لئے مفتی پر لازم ہے کہ ذاتی رنجش اور بغض وعداوت، اسی طرح کسی کی بے جا حمایت عصبیت سے بالاتر ہوکر بڑی دیانت و امانت اور دقت نظر سے غور کرے کہ کلام قائل کا ظاہر اسلام کی طرف جاتا ہے یا کفر کی طرف؟ بر تقدیر ثانی اس میں کسی تاویل یا اسلامی پہلو کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اگر مفتی پر یہ امر واضح نہ ہو تو دوسرے دقیق النظر اور وسیع العلم حضرات سے دریافت کرے

اور قائل اگر زندہ ہے تو اس سے بھی پوچھے تا کہ وہ خود اپنی مراد یا اپنے کلام کی معقول توجیہ (اگر ہو تو) پیش کر سکے۔

مفتی صاحب قبلہ نے یہاں پر تکفیر مسلم کے متعلق کچھ محتاط باتیں تو بیان کردیں لیکن غور وفکر نہیں فرمایا مفتی صاحب سے اس کا ذہول کیوں ہوگیا کہ جب کسی کی جانب کفر کی نسبت کی جائے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو کفر کہنے والے کی جانب لوٹتا ہے اس فتوے میں تو ایک بے لگام بدزبان کے کلام پر شرعی حکم متعدد علمائے کرام کے اتفاق سے بیان کیا گیا تھا۔ اور ان علمائے کرام میں ایسے علما بھی شامل تھے جو ہمارے اور آپ کے اکابرین میں سے ہیں تو مفتی صاحب کو اس فتوے کو غلط کہنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا چاہئے تھا کیونکہ ان علمائے کرام کے فتوے کو غلط کہنے کا مطلب ان تمام کی تکفیر کرنا ہے جو یقیناً ایک بہت اہم معاملہ ہے۔ مفتی صاحب نے تو اتنا بھی نہیں غور وفکر کیا کہ ان کی منقولہ عبارت کو ہی تلاش کر لیتے ان کی پیش کردہ عبارت تلاش کرنا تو بہت دور کی بات مفتی صاحب نے تو اپنے مصدقہ فتوے تک کو بھلا دیا جس میں صراحتاً ایسے انسان کو کافر کہا گیا ہے مفتی صاحب کا مصدقہ فتویٰ مع حوالہ پیش ہے ملاحظہ فرمائیں اور دیانت داری کے ساتھ انصاف کریں۔ مفتی صاحب کے مصدقہ فتاویٰ کے مجموعہ ”فتاویٰ مرکز تربیت افتا“ میں ہے:

غیر مسلموں کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا ان کو عزت دینا ہے، مزید براں زید کے اس شعر ”کرکر میں رام بسے، من میں سیتا رام“ سے ان کے دیوتاؤں کا

اعزاز ظاہر ہے جو صریح کفر ہے۔ (فتاویٰ مرکز تربیت افتا کتاب السیر ۲/۶۰)

تبصرہ

اسی طرح فتوائے تکفیر کے لئے قلم اٹھانے والے کو درج ذیل امور کا علم ہونا بھی ضروری ہے:

(ا) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں: ''اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات ہے۔ اور قائل کا کافر مان لینا اور بات'' دونوں میں کیا فرق ہے؟

(ب) لزوم کفر اور التزام کفر کے مواقع اور دونوں میں فرق، کفر فقہی اور کفر کلامی کا فرق

(ج) تاویل قریب، تاویل بعید، تاویل متعذر کی معرفت اور فقہا و متکلمین کے نزدیک ان کے مراتب اعتبار و عدم اعتبار

(د) شبہہ فی الکلام، شبہہ فی التکلم، شبہہ فی المتکلم سے آگاہی

(ہ) صریح کنایہ پھر صریح متعین و بصریح متبین سے واقفیت اور فقہا و متکلمین کے نزدیک ان کے احکام۔

(و) کافر کی تعظیم و تعریف اور اس کے دیگر امور کس صورت میں کفر ہیں، کس صورت میں حرام و ناجائز ہیں، کس صورت میں حرام و ناجائز بھی نہیں، ان سب کو جاننا ضروری ہے۔

بطور مثال یہ چند باتیں ذکر کی گئی ہیں مختصر یہ کہ جو اصول افتا اور اصول تکفیر سے پوری طرح آشنا اور ان پر اچھی طرح کاربند ہو اسی کو تکفیر جیسے اہم امر میں حکم دینے کا حق ہے ورنہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشاد کا مصداق ہے:

اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار۔ تم میں جو فتویٰ دینے پر زیادہ جری ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ جرأت رکھتا ہے۔ (رواہ الدارمی)

مفتی صاحب قبلہ نے یقیناً فتوئے تکفیر سے پہلے ان تمام باتوں پر غور و فکر نہیں کیا بلکہ وہ خود اس معاملے میں تسامح کا شکار ہو گئے اسی وجہ سے ائمۂ حق اور اکابر علما بلکہ خود اپنے ہی فتوے سے روگردانی کر کے مندرجہ ذیل خود کی نقل کردہ وعیدوں کے سزاوار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کہنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور جو شخص بے وجہ روشن کسی مسلمان کی تکفیر پر جسارت کرتا ہے اس کی تنبیہ کے لئے درج ذیل احادیث کافی ہیں:

(ا) ایما امرئ قال لأخیه کافر فقد باء بها احدهما ان

كان كما قال والا رجعت عليه۔ یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر، ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔ رواہ الأئمة مالک واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔ واللفظ لمسلم۔

(۲) اذا قال الرجل لأخيه يا كافر فقد باء به احدهما۔ جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو "یا کافر" کہے تو ان دونوں میں سے ایک کا رجوع اس طرف بے شک ہوگا۔ رواہ الامام البخاری فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ

(۳) ليس من دعا رجلا بالكفر او قال عدو الله وليس كذلك الا حار عليه۔ ولا يرى رجل رجلا بالفسق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك۔ جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے۔ اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر طعن کیا تھا ایسا نہ ہو۔ رواہ الامام احمد والبخاری ومسلم عن ابی ذر رضی اللہ تعالی عنہ۔ وما نقلت مختصر۔

(۴) ما أكفر رجل رجلا قط الا باء بها احدهما ان كان كافرا، والا كفر بتكفيره۔ یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اس سے نجات پا جائیں بلکہ یہ ان میں ایک پر ضرور گرے گی، اگر وہ کافر تھا تو یہ بچ گیا، ورنہ اسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔ رواہ الامام ابن حبان فی صحیحہ المسمی بالتقاسیم والانواع بسند صحیح عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے یہ احادیث مع دیگر تفصیلات اپنے رسالہ "النہی الأکید" میں ذکر فرمائی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یقیناً اعلیٰ حضرت اما احمد رضا قدس سرہ نے یہ تمام احدیث مبارکہ تحریر فرمائیں لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کے حوالے سے جو ہندو دیوتاؤں اور پیشواؤں کے متعلق نقل کیا گیا کہ:

"ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز در کنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے۔" یہی ثابت ہوتا ہے جو آپ ثابت کررہے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں مذکورہ عبارت اور اس کے علاوہ بہت سے فقہائے کرام کے اقوال گذشتہ صفحات میں نقل کئے جن میں سے ہر ایک قول آپ کے خلاف حجت ہے۔ کچھ علمائے کرام کے اقوال اور آپ کی تسلی خاطر کے لئے ذیل میں نقل کئے

جاتے ہیں:

تاج دار اہل سنت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں قدس سرہ سے یہ سوال کیا گیا کہ:

''ایک جلوس راج گدی کا اہل ہنود نکالنا چاہتے ہیں، جس میں ہندو اوتاروں کی صورت میں انسان بٹھائے جاتے ہیں اور مجمع عام اہل ہنود کا اس کے ساتھ ہوتا ہے، مسلمانوں سے اصرار کیا جاتا ہے، کہ وہ بحالی امن اور رشتۂ اتحاد مضبوط کرنے کے لئے اس جلوس کی جلو میں چلیں۔

تو آپ نے اس سوال کا جواب یوں تحریر فرمایا:

اس کے حرام حرام، اشد حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کے لئے وہاں چلنا تو حرام ہے۔ نہ کہ رشتۂ اتحاد قائم کرنے کے لئے، (یعنی) کفار سے رشتۂ اتحاد کفار ہی کا ہے، مسلمان کا کافر سے رشتۂ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا، اس کا مضبوط کرنا کیسا جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے اسلام سے جدا۔ ایسے امور کفار کے جلوس میں شرکت ہی نہیں اس کے جلوس میں چلنا ان کی تعظیم ہے، اور ان کے ایسے امور کی تعظیم سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم۔ چاہے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکماً۔ آج اگر کسی حاکم کا حکم اس کے لیے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کل بتوں کو سجدہ کا بھی حکم ہوگا اور ایسے بے خرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کل بتوں کو سجدہ کا بھی حکم ہوگا اور ایسے بے خرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور

اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

یہی لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کر کے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل کیا ہے۔'' (فتاوی مفتی اعظم جلد دوم ص: ۱۵۰)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ کسی غیر مسلم رہنما (ہندو سوامی) کو سنی دینی جلسہ میں مدعو کرنا اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا اور ایسا کرنے والوں کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

فاسق مسلمان کی توہین واجب ہے اور تعظیم جائز نہیں تو شخص مذکور کو سنی جلسہ میں بلانا اور اس کی تعظیم و توقیر کرنا بدرجۂ اولی جائز نہیں۔ جن لوگوں نے ایسا کیا عند الشرع ان پر توبہ لازم ہے (فتاوی فقیہ ملت باب العقائد جلد اول صفحہ نمبر ۵۰، ۵۱)

مذکورہ دونوں عبارتوں کو غور سے پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور فقیہ ملت علیہما الرحمۃ والرضوان دونوں حضرات کے فتوے کی رو سے خطیب مذکور پر توبہ لازم ہے، اور مذکورہ تقریر میں خطیب کو بچانے کے لئے صریح کلمات میں تاویل کرنا اجماع امت کے خلاف اور مردود ہے۔ شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں اس پر امت کا اجماع ہے۔ (فتاوی شارح بخاری، کتاب العقائد جلد اول ص: ۳۱۴)

تقریر کا شرعی جائزہ

آئندہ صفحات میں مولانا عبید اللہ خاں اعظمی کی تقریر کے اقتباسات کو نمبر وار ذکر کر کے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ وفقہائے کرام کی روشنی میں شرعی جائزہ پیش کیا جائے گا ایک منصف مزاج کی حیثیت سے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) باپو نے ہم کو یہ مزاج دیا ہے کہ ہندو شروع ہوتا ہے "ہا" سے مسلم شروع ہوتا ہے "ما" سے، ہا کو وہاں سے نکالو ما کو یہاں سے نکالو جوائنٹ کرو تو یہ ہم بنتا ہے ہم بن کر رہو تاکہ مضبوط ہندوستان بنا رہے۔

واہ! مزاج باپو جی سے سیکھ رہے ہیں یہ ہے آپ کے ظرف کی بات اور وہ بھی ایسا مزاج کہ خوبی لفظ ہندو میں ہی بیان کر دی کہ جب تک ہندو کے اس لفظ کو نہ لیا جائے کہ جس سے اس کی ابتداء ہوتی ہے تب تک مسلمان کے میم سے ہم بن نہیں سکتا لہذا ہندوستان کو مضبوط کرنے کے لئے ہندوؤں سے مودت ومحبت ایسی ہی ضروری ہے جیسے ہم کے لئے ہندو کی ہا کی ضرورت ہے گویا ہم بغیر ہندوؤں سے ملے کسی کام کے

نہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ۔ (ھود ۱۱/۱۱۳) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

(۲) میرے بزرگو! میرے ساتھیو! میری بہنوں، ماتاؤ!

غور کیجئے! یہ طرز تکلم آں جناب کا! کیا کبھی دینی پروگرام میں ایسے محبت ومودت بھرے جملے سننے کو ملے؟ ذرا دیکھئے رب تبارک وتعالیٰ کفار سے مودت ومحبت کے متعلق کیا فرما رہا ہے فرمان ربانی ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (المجادلة ۵۸/۲۲) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ (کنز الایمان)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (آل عمران ۳/۲۸) مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔ (کنز الایمان)

مدارک شریف پارہ ۶ میں ہے:

ای لاتتخذوھم اولیاء تنصرونھم تستنصرونھم وتواٰخونھم وتعاشرونھم معاشرۃ المؤمنین ۔(مدارک التنزیل(تفسیر النسفی) تحت آیۃ لاتتخذوا الیھود الخ دار الکتب العربی بیروت ۱/۲۸۷) یعنی رب عزوجل فرماتا ہے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کے معاون ہو، اور ان سے اپنے لئے مدد چاہو انھیں بھائی بناؤ، دنیوی برتاؤ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا رکھو، اس سب سے منع فرماتا ہے۔

اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (النساء ۴/۱۰۱) بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔(کنزالایمان)

اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا(النساء ۴/۱۳۹) وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا اُنکے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا (النساء ۴/۱۴۴) اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت کرلو۔(کنزالایمان)

تفسیر کبیر میں ہے:

لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم ولا تتوددوا الیھم۔(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیت: لا تتخذوا

الیھود الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۲/۱۶) یعنی مراد آیت یہ ہے کہ کافروں کی مدد و یاری پر اعتماد نہ کرو۔

تفسیر کبیر پارہ ۶ میں ہے:

المراد ان اللہ تعالٰی امر المسلم ان لایتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین۔(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۲/۳۰) یعنی مراد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ صرف مسلمانوں ہی کو اپنا دوست مددگار بنائیں۔

تفسیر ابی السعود و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں زیر آیہ مذکورہ ہے:

نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او صداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ۔(ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) زیر آیہ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۲) یعنی مسلمان منع کئے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری کی ہو یا اسلام سے پہلے کا یارانہ یا کسی سبب یاری خواہ میل جول کے سبب اور منع کئے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

جب اپنے آپ کو عالم کہلانے والا شخص ہی ہندؤں کو اپنا بزرگ اور پیشوا برسرعام کہے گا اور ان سے اپنی دوستی کا کھلم کھلا اظہار کرے گا تو العوام کالانعام کا کیا حال ہوگا؟ طرز تکلم سے یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ اس شیطانی مجلس میں ان کے

سامنے عورتیں اور لڑکیاں بھی موجود تھیں خیر کوئی بات نہیں جب آپ کی بیگم صاحبہ مراری جی کو سلام و آداب کی خواہش و تمنا میں رہتی ہیں تو آپ بھی ان کو کوئی جواب میدان عمل میں ہی اتر کر تو نہیں دیتے ہو؟ جبکہ حدیث شریف میں ہے لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

النظرة سهم مسموم من سهام ابليس فمن غض بصره عن محاسن امرأة الله تعالى اورث الله قلبه الى يوم القيامة (تفسیر ابن کثیر ۳/۲۶۵) بد نگاہی ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو نامحرم عورت کے محاسن سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اسے اللہ عزوجل قیامت تک عجیب وغریب لذت پیدا فرمادیتا ہے۔

(۳) مجھے اچھی طرح یاد ہے جب اس ملک کے ایکس پرائم منسٹر آف انڈیا (Ex Prime Minister of India) وشوناتھ پرتاپ سنگھ صاحب کے ساتھ میں آل انڈیا جنرل سکریٹری جنتا دل کی حیثیت سے ایزے (ASA) ممبر آف پارلیمینٹ کام کر رہا تھا اس وقت انسانیت کی بات چلی، آدمیت کی بات چلی، مانوتا کے اپانتھ کی بات چلی۔ تو وی پی سنگھ صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ عبید اللہ بھائی کبھی موقع ملے تو مراری باپو کے درشن ضرور کر لیجیے۔

جی ٹھیک فرمایا! حق بات زبان پر آ ہی گئی آپ کو تمنا، آرزو اور خواہش تو بہت پہلے سے تھی مراری باپو کا درشن کرنے کی جب آپ کی اہلیہ کو مراری باپو سے اتنا گہرا

لگاؤ ہے تو آپ کے بارے میں کون اندازہ کر سکتا ہے؟ ہاں اس اقتباس سے اس بات کی تکذیب ضرور ہوتی ہے کہ جس کا ذکر آپ نے استفتا میں کیا ہے ''انہوں نے ''گاندھی دھام'' گجرات میں رام کتھا کی ایک محفل رکھی جس میں سبھی لوگوں کو مدعو کیا اور اپنے اپنے نقطۂ نظر کے لحاظ سے اظہار خیال کی دعوت دی ان دنوں گیارہویں یا بارہویں شریف کے سلسلے میں میرے تقریری پروگرام اسی دیار میں ہو رہے تھے لوگوں نے مجھے بھی دعوت دی اور وہاں کے سنی مسلمانوں نے زور دیا کہ آپ کو اس پروگرام میں شرکت کر لینا چاہیے۔'' کیونکہ اس سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ آپ کو اس کا اشتیاق پہلے سے ہی تھا۔ لیکن موقعہ اب ہاتھ لگا۔ اشتیاق کا سبب وشوناتھ پرتاپ سنگھ صاحب (ایکس پرائم منسٹر) کا مشورہ دینا تھا تو آپ نے اس کی اطاعت و پیروی کی اور برسر مجمع اس کا اظہار بھی کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ (الأحزاب ۳۳/۴۸) اور کافروں اور منافقوں کی خوشی نہ کرو۔ (کنز الایمان)

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (النساء ۴/۱۰۱) بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف میں ہے: مثل جليس السوء كمثل صاحب الكير ان لم يصبك من سواده اصابك من دخانه (سنن ابو داؤد باب من يؤمر ان يجالس مجالسته الصالحين مطبوعه آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۰۸) یعنی بد کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی

پہنچے گا۔

(۴) آج ہم اس رام کتھا میں ہیں اور مراری باپو کو ہی حق پہونچتا ہے رام کی کتھا بیان کرنے کا۔

رام کتھا اودو! یہ رام کتھا کیا ہے؟

جی رام کتھا یہ ہندوؤں کا مذہبی پروگرام ہی تو ہے کہ جس میں وہ رام کی ان خوبیوں کو بیان کرتے ہیں کہ جس سے اس کا بھگوان (خدا) ہونا ثابت ہو اور اس کی ان گڑھی ہوئی باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جو انسانیت سے پرے ہیں۔

رام کون ہے؟

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات دفتر اول مکتوب صد و شصت و ہفتم میں فرماتے ہیں:

رام و کرشن و مانند آنہاں کہ الٰہۂ ہنود اند از مادر و پدر زائیدہ اند رام پسر جسرت است و برادر لچھمن شوہر سیتا، ہرگاہ رام کہ زوجۂ خود را نگاہ نتواند داشت غیرے را چہ مدد نماید۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی، دفتر اول ص: ۲۷۷ تا ۲۷۸) یعنی رام کرشن وغیرہ جو

ہندوؤں کے معبود ہیں ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں رام دشرتھ کا لڑکا ہے اور لچھمن کا بھائی اور سیتا کا شوہر، رام جب اپنی بیوی کو نہیں بچا سکا تو دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔

نیز اسی مکتوب میں آگے ہے:

والہۂ ہنود خلق را بعبادت خود ترغیب کردہ اند و خود را الٰہ دانستہ، ہر چند بہ پروردگار قائل اند اما او را در خود حلول و اتحاد اثبات کردہ اند و از یں جہت خلق را بعبادت خود می خوانند و خود را الٰہ گویانیدہ اند و در محرمات بے تحاشی افتادہ اند بزعم آں کہ الٰہ از ہیچ چیز ممنوع نیست و در خلق خود ہر تصرفے کہ خواہد بکند اقسام ایں تخیلات فاسدہ بسیار دارند ضلوا فاضلوا۔ (ایضاً ص: ۲۷۸) یعنی ہندوؤں کے ان دیوتاؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی ترغیب دلائی ہے اور اپنے آپ کو انھوں نے معبود سمجھ رکھا ہے، اگرچہ پروردگار کے قائل ہیں لیکن انھوں نے اپنی ذات میں اس کا حلول و اتحاد ثابت کیا ہے، اس وجہ سے وہ مخلوقات کو اپنی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے آپ کو معبود کہلواتے ہیں اور شرعاً حرام کاموں میں بے تحاشہ مبتلا ہوتے ہیں، اس گمان پر کہ معبود کو کوئی چیز ناجائز نہیں اپنی مخلوقات میں جو تصرف چاہے کرے۔ اس قسم کے فاسد تخیلات بہت رکھتے ہیں، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انھوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ تحریر فرماتے ہیں:

رام ہندوؤں کے ایک مخصوص دیوتا کا نام ہے۔ اھ۔ (فتاوی شارح بخاری

مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی مئو ۱ / ۶۱۲)

رام کتھا کیا ہے؟

ہندؤں کی کئی کتابیں اس تعلق سے دیکھیں ان میں سے ہر ایک میں رام کتھا کی وضاحت تقریباً ان الفاظ میں کی گئی ہے:

सनातन धर्म के धार्मिक लेखक तुलसीदासजी के अनुसार सर्वप्रथम श्री राम की कथा भगवान श्री शंकर ने माता पार्वती जी को सुनायी थी। जहाँ पर भगवान शंकर पार्वतीजी को भगवान श्री राम की कथा सुना रहे थे वहाँ कागा;कौवाद्ध का एक घोसला था और भीतर बैठा कागा भी उस कथा को सुन रहा था। कथा पूरी होने के पहले माता पार्वती को नींद आ गई पर उस पक्षी ने पूरी कथा सुन ली । उसी पक्षी का पुनर्जन्म काकभुशुण्डि ;घद्ध के रूप में हुआ। काकभुशुण्डि जी ने यह कथा गरूड़ जी को सुनाई। भगवान श्री शंकर के मुख से निकली श्रीरामकी यह पवित्र कथा अध्यात्म रामायण के नाम से प्रख्यात है। अध्यात्म रामायण को ही विश्व का सर्वप्रथम माना जाता है।

یعنی سچے دھرم کے مذہبی مرتب تُلسی داس جی کے مطابق سب سے پہلے رام کی کتھا بھگوان شری شنکر نے ماتا (ماں) پاروتی جی کو سنائی تھی۔ جس جگہ بھگوان شنکر، پاروتی جی کو بھگوان شری رام جی کی کتھا سنا رہے تھے اس جگہ کوّے کا ایک گھونسلہ تھا جس کے

اندر بیٹھ کر کوّا بھی اس کتھا کو سن رہا تھا۔ کتھا پوری ہونے سے پہلے ہی ماتا (ماں) پاروتی کو نیند آ گئی لیکن اس پرندے نے پوری کتھا سن لی۔ اس پرندے کا دوبارہ جنم (پیدائش) کاگ بھسنڈی کے روپ میں ہوا۔ بھسنڈی جی نے یہ کتھا گروڑ جی کو سنائی۔ بھگوان شری شنکر کے موتھ سے نکلی ہوئی شری رام کی یہ پاک کتھا ادھیاتم رامائن کے نام سے مشہور ہے۔ ادھیاتم رامائن کو ہی دنیا کی سب سے پہلی کتھا مانا جاتا ہے۔

یہ ہے رام کتھا جو کفریات پر مشتمل ہوتی ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ بھی کہا جائے جب بھی بار بار رام کے نام کے ساتھ بھگوان کا لفظ تو ضرور ہی لگایا جاتا ہے۔ اور پھر رامائن تو خود سیکڑوں کفریات اور شرکیات کا مجموعہ ہے۔

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ تحریر فرماتے ہیں:

رامائن سیکڑوں کفریات، شرکیات پر مشتمل کتاب ہے۔ (فتاوی شارح بخاری مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی مئو ۲ / ۵۶۷)

تو اب یہاں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا ہندؤں کے مذہبی پروگرام میں ان کی دعوت پر جانے اور وہاں اپنے مذہب کے بارے میں کچھ بتانے کے بجائے انہیں کے جھوٹے معبود اور پیشواؤں کی تعریف کرنا یہ کس مقصد ضروری کے تحت جائز ہو سکتا ہے؟

رام کتھا میں جا کر رام کی تعریفوں کے پل باندھ کر کیا مولوی صاحب ان کفار و مشرکین کے مذہبی دربار میں عزت تلاش کر رہے ہیں یا ان کی قربت کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الَّذِینَ یَتَّخِذُونَ الْکٰفِرِینَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِینَ اَیَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیعًا (النساء ۴/ ۱۳۹) وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا اُنکے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔ (کنزالایمان)

یٰاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِینَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِینَ اَتُرِیدُونَ اَنْ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِینًا (النساء ۴/ ۱۴۴) اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت کرلو۔ (کنزالایمان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من سود مع قوم فهو منهم (تاریخ بغداد ترجمہ ۵۱۹۷ عبداللہ بن عتاب الخ ۱۰/ ۴۱) جو کسی قوم کے جتھے میں شامل ہو وہ انہیں میں سے ہے۔

من کثر سواد قوم (نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ بحوالہ مسند ابی یعلی ۴/ ۳۴۶) جس نے کسی قوم کی کثرت بڑھائی وہ انہی میں سے ہوگا۔

من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله (سنن ابی داؤد آخر کتاب الجہاد ۲/ ۲۹) جو مشرک کے ساتھ آئے اور اس کے ساتھ رہے وہ بیشک اسی کے مثل ہے۔

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَةٌ عَدُوُّکَ وَعَدُوُّ صَدِیْقِکَ وَصَدِیْقُ عَدُوِّکَ۔ (نہج البلاغۃ مع شرح ابن ابی الحدید الجزء التاسع عشر دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/

۳۸۴) دشمن تین ہیں: ایک تیرا دشمن، ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست۔

یوں ہی اللہ عزّ وجلّ کے دشمن تینوں قسم ہیں: ایک تو ابتداءً اُس کے دشمن، وہ کافران اصلی ہیں۔ دوسرے: وہ کہ محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض۔ تیسرے: وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں۔ یہ سب اعداء اللہ (یعنی اللہ عزوجل کے دشمن) ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین مجددی رامپوری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

بقصد تعظیم رسم کفار اور موافقت مع الکفار فی رسومہم والتشبہ بہم موجب کفر ہے۔ (فتاوی ارشادیہ جلد اول ص: ۱۰۸)

اب آسانی کے ساتھ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ کفار و مشرکین کے ایسے مذہبی پراگراموں میں شرکت کرنا جن میں کفر و شرک بکا جاتا ہے پھر اس میں شریک ہوکر ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کی تعظیم و تعریف کرنا کفر نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

(۵) رام کو کس طرح سے لوگوں نے دیکھا، سمجھا پرکھا۔ میں نے ایز ے (ASA) مسلمان رام کو کس طرح دیکھا میری تاریخ اردو ادب میں شری رام کی حیثیت کو کس طرح جتوایا اور پچھوایا میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی اس نظم کا حوالہ دوں گا جس نظم کا عنوان ہی ہے رام۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں:

ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اہل نظر سمجھتے ہیں ان کو امام ہند

ڈاکٹر اقبال

سب سے پہلے ڈاکٹر اقبال صاحب کی شرعی حیثیت بیان کردی جائے تاکہ محقق عصر مناظر اہل سنت مفتی ابوالطاہر طیب صدیقی قادری برکاتی دانا پوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی اور اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے کہیں علمائے شریعت وائمہ طریقت پر حملوں کی بوچھار ہے۔ کہیں سیدنا جبریل امین وسیدنا موسیٰ کلیم اللہ وسیدنا عیسیٰ مسیح اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے۔ کہیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ واحکام مذہبیہ وعقائد اسلامیہ پر تمسخر واستہزا اور انکار ہے کہیں اپنی زندیقیت وبے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔'' (تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ ص:۴۷۵)

ڈاکٹر اقبال کے کچھ اشعار

اب ڈاکٹر اقبال کے کچھ ان اشعار کی مثالیں بھی ذکر کردی جائیں کہ جن سے کفر والحاد کا اظہار ہوتا ہے:

(۱)

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے!
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے!!
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم!
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے!
(بال جبریل ص:۱۹)

غور کیجئے! ان اشعار میں ڈاکٹر صاحب نے رب العزت جواد کریم ذوالفضل العظیم جل جلالہ کو بخیل بتایا اس کے رازق نہ ہونے کا گیت گایا ہے۔

(۲)

اے صبح ازل انکار کی جرأت ہوئی کیوں کر!
مجھے معلوم کیا وہ راز داں تیرا ہے یا میرا
(بال جبریل ص:۷)

اس شعر میں ڈاکٹر صاحب نے رب تبارک وتعالیٰ سے مخاطب ہو کر یہ کہا ہے کہ ابلیس کو تیرے حکم پر عمل کرنے سے انکار کی جرأت کیوں کر ہوئی یہ مجھے کیا معلوم! آخر وہ تیرا ہی تو رازدار ہے میرا رازدار تو ہے نہیں میں کیا جانوں کہ ابلیس کو تیرا کون سا ایسا راز معلوم ہو گیا جس کی وجہ سے وہ تیرا حکم بجالانے سے انکار کی جرأت کر بیٹھا۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ انداز گفتگو ایسا ہی ہے جیسے کسی کے خفیہ عیب در پردہ بیان کئے جاتے ہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین

(۳)

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مۓ گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظہ و پند
احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے بنا سکتے ہیں قرآن کو پاژند
فردوس جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ فردوس کی مانند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند!
چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

ان اشعار میں ڈاکٹر اقبال نے رب تبارک وتعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتے

ہوئے کھری کھوٹی سنانے کی کوشش کی ہے۔ کہتے ہیں کہ گرجا گھر میں تو شراب و کباب حاضر ہیں۔ مسجد میں وعظ ونصیحت کے علاوہ کیا رکھا ہے؟ اے اللہ! تیرے احکام تو حق ہیں لیکن ہمارے مفسرین نے قرآن عظیم کی تاویلیں کر کر کے اس کو پاژند یعنی پارسیوں کی مذہبی تفسیر بنا دیا ہے۔ تیرے فردوس کو تو کسی نے دیکھا ہی نہیں لیکن یوروپ کا ہر ایک گاؤں فردوس ہی کی مانند ہے میں وہی بات کہتا ہوں جسے حق سمجھتا ہوں۔ نہ تو میں مسجد کا بے وقوف ملّا ہوں۔ نہ تہذیب کا فرزند ہوں۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جو ڈاکٹر صاحب نے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز پر جڑے ہیں۔ یہ استہزاءات و تمسخرات ہیں جو اقبال صاحب نے اللہ رب العزت جل جلالہ سے کئے ہیں۔ مقطع میں اس امر کا کھلم کھلا اقرار بھی کر لیا کہ شاعر مشرق صاحب اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخیاں ضرور کرتے ہیں۔

نوٹ: مفتی محمد اعظم صاحب مفتی رضوی دارالافتا بریلی شریف فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا:

بے شک اس (اقبال) سے اس کی جہالت کی بنا پر کفر تک پہونچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں مگر آخری وقت میں مرنے سے پہلے اس کی توبہ مشہور ہے۔ انتہی کلامہ

توبہ کے مشہور ہونے کی وجہ سے قائل پر حکم کفر تو نہیں لگایا جائے گا لیکن اس کے کفریہ کلمات ہمیشہ کفریہ ہی رہیں گے اگرچہ توبہ حقیقۃً ہی کیوں نہ کر لی ہو۔ لہذا ان کفریہ کلمات سے اگر کوئی استدلال کرے تو وہ بھی مجرم قرار پائے گا۔

یہاں پر آں جناب نے دو باتیں بیان کیں ہیں:

ایک یہ کہ رام کو لوگوں نے کس طرح دیکھا، سمجھا اور پرکھا۔

دوسری یہ کہ میں نے اپنے مسلمان رام کو کس طرح دیکھا۔

پہلی بات کو خطیب نے تفصیل سے بیان نہیں کیا دوسری بات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے مسلمان رام کو کس طرح دیکھا میری تاریخ اردو ادب میں شری رام کی حیثیت کو کس طرح جتوایا اور پہچوایا تو اس کو حوالے کے ساتھ ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر اقبال کی نظم کا سہارا لیا اور اپنی بات کو ڈاکٹر اقبال کی نظم کے اس مذکورہ شعر سے ثابت کیا ہے۔

(۶) شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے۔

اس بات کا ثبوت تو ڈاکٹر اقبال کے اس شعر میں بھی نہیں ہے کہ رام کا وجود پاک اور پوتر ہے بلکہ یہ خود مقرر مذکور کا قول محض ہے جس کا اعتقاد ہندو رکھتے ہیں کہ وہ رام کے وجود کو پوتر و پاک مانتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی صاحب کی بات میں کتنی سچائی ہے؟ قرآن مقدس میں مشرکین کو پاک پروردگار نے نجس فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبة ۹/۲۸) یعنی اے ایمان والو مشرک نرے ناپاک ہیں۔

تو یہاں رب تبارک وتعالیٰ نے تو مشرکین کو نرا ناپاک و گندہ بلکہ عین نجاست بتایا لیکن آں جناب ان کے وجود کو پوتر و پاک بتا کر قرآن مقدس کو چیلنج کر رہے ہیں۔

اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلك العرش (شعب الایمان

حدیث ۴۸۸۶ / ۴/ ۲۳۰/اتحاف السادة باب الآفة الثامنة عشر المدح ۷/ ۵۷۱) جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

جب فاسق کی تعظیم کا اتنا بڑا وبال ہے تو کافر و مشرک کی تعظیم کا کتنا بڑا وبال ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ مشرک کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہمارے شہر کی خاک کو پاک کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں کیا حکم رکھتا ہے؟

اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه عجب ان سے کہ مدعی اسلام ہوں اور اسلام کے پورے مدعی بن بیٹھیں کیا قرآن عظیم کے رد پر ہی کمر باندھی ہے؟ واحد وقہار فرماتا ہے: [اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ] مشرک تو نہیں مگر نرے گندے بلکہ عین نجاست۔ عجب کہ نجاست اور مطہر! ہاں جب ہندو دھرم ہی اختیار کیا تو عجب نہیں کہ گوبر اور پوتر بلکہ واللہ اس سے بھی ہزار درجہ بدتر گوبر کی نجاست میں ائمہ کو اختلاف ہے اور مشرک کی نجاست پر قرآن کریم کا نص صاف ہے اور آمد سے زمین ناپاک کرنے میں نجاست باطن نجاست ظاہر سے کروڑ درجہ بدتر ہے نجاست ظاہر ایک دھار پانی سے پاک ہو جاتی ہے اور نجاست باطن کروڑ سمندروں سے نہیں دھل سکتی جب تک صدق دل سے ایمان نہ لائے۔

ہر چہ شوئی پلید تر باشد

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۶/ ۹۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

وہ (ہندو) نجس قوم کہ بنص قطعی قرآن اس پر حکم نجاست ہے، اور وہ مسلمانوں کو ملیچھ کہے بھنگی کے مثل سمجھے، سودا بیچے تو دور سے ہاتھ میں رکھ دے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ۶/ ۸۵)

حضرت علامہ ظفر الدین بہاری قدس سرہ فرماتے ہیں:

اہل اسلام کے ساتھ اختلاف عقائد و اعمال کی وجہ سے ہنود کو جس قدر عداوت ہے اظہر من الشمس ہے۔ ان کے نزدیک کتے سور اتنے ناپاک نہ ہونگے جتنا مسلمانوں کا ایک ایک شخص ہے۔ (فتاویٰ ملک العلماء ص: ۲۲۵)

(۷) ان کا کیریکٹر اتنا نرالا، پیارا اور بے مثال ہے۔

یعنی رام کا کریکٹر اور اس کے افعال و کردار کی تعریف میں کہا کہ وہ نرالا، پیارا اور بے مثال ہے۔ پہلے ان الفاظ کے معانی پر نظر ڈالئے۔

کیریکٹر (Character) کا لفظ ان معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے:

کردار، شخص یا قوم کی خصوصیت، سرشت، سیرت، خاصیت، چال چلن، کردار۔

بے مثال کا لفظ ان معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے:

لاثانی، بے بدل، بے نظیر، بے مانند اور بے مثل۔

نرالا کا لفظ درج ذیل معانی کے لئے مستعمل ہے:

انوکھا اور سب سے الگ۔

پیارا کا لفظ درج ذیل معانی کے لئے مستعمل ہے:

لاڈلا، چہیتا، دوست، معشوق، عزیز، نزدیکی رشتہ دار، خوبصورت اور قابل قدر۔

اب یہ بات تو مولوی صاحب ہی بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کون سا معنی مراد لیا ہے؟ بہر حال ان کا معنی مرادی کوئی بھی ہو لیکن جس معنی کو بھی مراد لیا جائے اس سے رام کے تئیں ان کی محبت وعقیدت اور دلی لگاؤ کا اظہار و اقرار اور اس کا اعزاز و اکرام موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

جب حب فی اللہ اور بغض للہ کہ مناط ایمان ہیں قلب میں مستحکم ہو جاتے ہیں تو اولیاء اللہ کی ہر ادا اچھی معلوم ہوتی ہے اور اعداء اللہ کی ہر بات بری، نسأل اللہ الهداية (فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴/ ۲۷۷)

(۸) کہ جو انٹیلکچول (دانشور) کلاس (گروہ) ہے جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقتوں کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے۔

دانشوروں کا کونسا ایسا گروہ ہے جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی معرفت حاصل کرتا ہے؟

میری ناقص سمجھ کے مطابق چیزوں کی گہرائی میں اتر کر جن لوگوں کو اشیاء کی حقیقتوں کی کامل معرفت حاصل ہوتی ہے وہ اولیائے کرام اور صوفیائے ذوی الاحترام ہیں۔ تو کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کون سی نفوس قدسیہ ہیں کہ جنھوں نے چیزوں کی گہرائی میں اتر کر اشیاء کی حقیقتوں کی معرفت کو حاصل کرنے کے بعد رام کو

معاذ اللہ امام ہند مانا؟ تو میری سمجھ سے پوری زندگی خطیب صاحب اور ان کے اعوان وانصار اگر اس بات کو تلاش کرنے میں صرف کر دیں جب بھی ایک بھی نام نہ پیش کر سکیں گے۔

اور یہاں پر اس بات کو ڈاکٹر اقبال کی جانب منسوب کر کے یہ کہنا کہ ڈاکٹر صاحب کے مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔ تو عرض یہ کہ یہ بھی واضح کیا جائے کہ ڈاکٹر اقبال کے شعر میں کون سی ایسی بات ہے کہ جس سے یہ مفہوم نکلا کہ "جو چیزوں کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقتوں کی معرفت حاصل کرتا ہے وہ شری رام کو امام ہند مانتا ہے۔" میری سمجھ سے اس شعر میں اس مفہوم کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ مقرر صاحب کی اپنی بات ہے جو انھوں نے مراری باپو کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کہی ہے۔

رام کو جو اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں وہ کفار و مشرکین ہی تو ہیں جن کے بارے میں قرآن مقدس میں مندرجہ ذیل وعیدیں وارد ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) مَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (الأعراف ۷/۱۸۶) جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں۔ (کنزالایمان)

(۲) إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ (النمل ۲۷/۴) وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کوتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں۔ (کنزالایمان)

(۳) وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرٰكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ (الأنعام ۶/۷۴) خبردار اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ (کنزالایمان)

(۴) وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولٰٓئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيٰتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (البقرة ۲/۲۲۱) اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔ (کنزالایمان)

(۵) وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (الحج ۲۲/۳۱) جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔ (کنزالایمان)

(۶) وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ (حٰم السجدة ۴۱/۶) اور خرابی ہے شرک والوں کو۔ (کنزالایمان)

(۷) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (البينة ۹۸/۶) بے شک جتنے کافر

ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ (کنز الایمان)

(۸) فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ ۲/۸۹) تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔ (کنز الایمان)

(۹) وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (البقرۃ ۲/۹۰) اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۰) فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ ۲/۹۸) تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ (کنز الایمان)

(۱۱) وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (البقرۃ ۲/۱۰۴) اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۲) وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (النساء ۴/۳۷) اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۳) اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (النساء ۴/۱۰۲) بے شک اللہ نے کافروں کے لئے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۴) وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ (التوبۃ ۹/۲) اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ (کنز الایمان)

تو رام کو جو بھی اپنا امام مانے گا قیامت کے دن اس کو مشرکین کے ساتھ رام ہی کے نام سے پکارا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل ۱۷/۷۱) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

کافر کی تعظیم حرام ہے:

دوم: اسے بعض مسلمانوں پر کوئی عہدہ ومنصب دینا جس میں مسلم پر اس کا استعلاء ہو مثلاً مسلمان فوج کے کسی دستے کا افسر بنانا یہ بھی حرام ہے، ابھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سن چکے کہ اللہ نے انھیں خوار کیا میں گرامی نہ کروں گا اللہ نے انھیں ذلت دی میں عزت نہ دوں گا، کتب حدیث میں یوں ہے کہ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محرری پر مقرر کیا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمان میں لکھا: ليس لنا ان نأتمنهم وقد خونهم الله ولا ان نرفعهم وقد وضعهم الله ولا ان نعزوهم وقد امرنا بان يعلم الجزية عن يد وهم صاغرون۔ ہمیں روا نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ انھیں خائن بتاتا ہے یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ سبحٰنہ نے انھیں پستی دی، یا انھیں عزت دیں حالانکہ ہمیں حکم ہے کہ کافر ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔

درمختار میں ہے: يمنع من استكتاب ومباشرة يكون بها معظما عند المسلمين وتمامه في الفتح وفي الحاوي ينبغي ان يلازم الصغار بينه وبين المسلم في كل شيء وعليه فيمنع من القعود حال قيام المسلم عنده بحر،

ویحرم تعظیمه۔ یعنی ذمی کافر کو محرر بنانا یا اور کوئی عمل ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو جائز نہیں، اس کا پورا بیان فتح القدیر میں ہے، حاوی میں ہے وہ مسلمان کے ساتھ ہر معاملہ میں دبا ہوا ذلیل رہے تو جب تک اس کے پاس کوئی مسلمان کھڑا ہوا سے بیٹھنے نہ دیں گے، یہ بحر الرائق میں ہے، اور اس کی تعظیم حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ مترجم ۱۴ / ۵۱۳)

لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر ۔(الدرالمختار کتاب الحظر والاباحةفصل فی البیع مطبع مجتبائی دھلی ۲ / ۲۵۱) اگر مجوسی کو بطور تعظیم "اے استاذ" کہا کافر ہو گیا۔

جب کسی مجوسی کو اے استاذ کہنے کا یہ حکم ہے تو ہندوؤں کے اس دیوتا و پیشوا کو امام اور ہندوستان کا سب سے بڑا انسان کہنے کا حکم کیا ہوگا؟

(۹) امام سے بڑا کسی کا درجہ نہیں ہوتا ہندوستان میں سب سے بڑے اس انسان کو امام ہند کے نام سے ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یاد کیا ہے۔

لفظ امام مندرجہ ذیل معانی کے لئے مستعمل ہوتا ہے:

پیشوا، رہبر، ہادی اور پیشرو (ائمہ جمع)

لیکن موصوف نے امام کے درجہ کی حد بندی اور وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"امام سے بڑا کسی کا درجہ نہیں ہوتا" موصوف سے یہ بھی معلوم کر لیا جائے کہ یہ

معنی کہاں سے بیان کیا ہے کیا یہ معنی کسی اور نے بھی بتایا ہے یا خود کا اختراعی ہے؟ اگر یہ معنی امام کا ہے تو اس معنی کے اعتبار سے رام کو امام کہنا شرعا کیسا؟

درج بالا عبارت مکمل پڑھئے خاص کر وہ جس کے نیچے لائن کھینچی گئی ہے اس کو تکرار کے ساتھ پڑھئے خطیب صاحب کہتے ہیں "ہندوستان میں سب سے بڑے اس انسان کو امام ہند کے نام سے ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یاد کیا ہے۔"

واہ! دیکھئے جناب مولوی صاحب کی باتیں رام کو ہندوستان کا سب سے بڑا انسان بنا دیا۔ اقتباس کو کئی مرتبہ اور پڑھئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ رام کو ہندوستان کا سب سے بڑا انسان کہنے والے حقیقت میں مولوی صاحب ہی ہیں یا کوئی اور ہے؟ اگر آپ انصاف کی نظر سے فیصلہ کریں گے تو آپ کو قطعی طور پر بلا شک و شبہ یہ یقین ہو جائے گا کہ رام کو ہندوستان کا سب سے بڑا انسان کہنے والا کوئی دوسرا نہیں بلکہ خود مولوی صاحب ہی ہیں۔ العیاذ باللہ تعالی

بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لاتقولو اللمنافق یا سید فانه ان یکن سید کم فقد اسخطتم ربکم عزوجل (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب یقول المملوک الخ ۲ / ۳۲۴ / مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت بریدة الاسلمی ۵ / ۳۴۶۔۳۴۷) منافق کو "اے سردار" نہ کہو بیشک اگر وہ تمہارا سردار ہے، تو تم نے اپنے رب عزوجل کا غضب لیا۔

اذاقال الرجل للمنافق یاسید فقد اغضب ربه عزوجل ۔(الترغیب والترهیب الترهیب من قوله لفاسق الخ مطبوعه مصطفی البابی مصر ۳/ ۵۷۹) جب کوئی شخص منافق کو سردار کہہ کر پکارے تو بیشک وہ اپنے رب عزوجل کو غضب میں لایا۔

المبتدع نفاسق من حیث الاعتقاد وهواشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع۔(غنیة المستملی شرح منیة المصلی فصل فی الامامة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور ص ۵۱۴) بدعتی اعتقاد کے لحاظ سے فاسق ہوتا ہے جو عمل کے اعتبار سے فسق سے کہیں بدتر ہے کیونکہ فاسق اپنے فاسق ہونے کا معترف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور معافی مانگتا ہے بخلاف بدعتی کے۔

(۱۰)رام نام ہے سچائی کا جھوٹ کو پراجت کرتا ہے۔

مولوی صاحب ذرا عقل کا استعمال کیجئے! آپ کو کیا ہو گیا؟ آپ اس کو سراپا سچائی کہہ رہے ہیں کہ جس پر سراپا جھوٹ کا اطلاق ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک تو وہ شخص ہوتا ہے جو رب تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو لیکن پھر بھی دنیاوی معاملات میں جھوٹ بولتا ہو تو اس کو بھی جھوٹا کہا جاتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو۔ تو خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بھی جھوٹ ہے لیکن جب ان دونوں جھوٹوں کا موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو

دوسری قسم کا جھوٹ پہلی قسم کے جھوٹ سے کروڑوں درجہ بڑا اور مبغوض ہے بلکہ اس سے بڑا کوئی جھوٹ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هٰٓؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْلَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا(الکهف ۱۸/ ۱۵) یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔(کنزالایمان)

اب آپ خود ہی غور کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو ان کو جھوٹا قرار دے اور مولوی صاحب ان کو سراپا سچ بتائیں ایسا سچ کہ سچائی کو ہی رام کہیں یعنی جہاں جہاں سچائی کا وجود ہو وہاں وہاں رام کا وجود ہو ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی جگہ پر سچائی پائی جائے وہاں رام نہ پایا جائے کیونکہ سچائی ہی کا نام تو رام ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

ذرا مولوی صاحب ٹھنڈے دماغ سے سوچ کر تو دیکھو! کیا تم نے جو بات کہی ہے وہ یقیناً درست ہے یا غلط؟ آپ تو سچائی کا نام ہی رام بتا رہے ہیں اور اللہ رب العزت نے ان کفار ومشرکین کے متعلق کیا فرمایا؟ لہٰذا درج ذیل آیات میں غور وفکر کرو! اگر سمجھ میں آ جائے تو توبہ کر لو کیونکہ حق بات کو تسلیم کر کے رجوع کرنے سے عزت ختم نہیں بلکہ بڑھتی ہے اور یہی ہمارے بزرگوں کا طریقہ رہا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

(۱) اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ(النحل ۱۶/ ۱۰۵) جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں

پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔ (کنز الایمان)

(۲) بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ (الانشقاق ۸۴/۲۲) بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں۔ (کنز الایمان)

(۳) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا (الأحزاب ۳۳/۶۴) بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۱) رام نام ہے مظلوم اور دکھی لوگوں کی حمایت کا جو ظلم کی گردن پکڑتا ہے۔

مولوی صاحب! شرم کرو! تم ان کفار ومشرکین کی ایسی حمایت کر رہے ہو کہ ان کو ظالم کہنا تو دور کی بات تم ان کے وجود سے یہ ثابت کر رہے ہو کہ وہ ظلم کو دفع کرنے والے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے تو کفار ومشرکین کو ظالم فرمایا اور صرف ظالم ہی نہیں بلکہ سب سے بڑا ظالم فرمایا جس پر درج ذیل آیات مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔

(۱) اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (المائدة ۵/۷۲)

بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (کنز الایمان)

(۲) وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (یونس ۱۰/۱۰۶) اور اللہ کے سوا اس کی بندگی

نہ کر جو نہ تیرا بھلا کرسکے نہ برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا۔ (کنز الایمان)

(۳) هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (الکهف ۱۸/۱۵) یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

(۴) اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمٰن ۳۱/۱۳) بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔ (کنز الایمان)

(۵) وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ (العنکبوت ۲۹/۶۸) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے۔ (کنز الایمان)

(۱۲) رام نام ہے سورج کی اس روشنی کا جس کے ذریعہ اندھیرے دور ہوتے ہیں۔

یہ کفار ومشرکین اندھیرے کیا دور کریں گے؟ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک صفت تھی کہ اگر تاریکی میں جاتے تو تاریکی چھٹ جاتی، آپ کے سامنے سورج کی روشنی ماند پڑ جاتی۔ کفار کا حال مندرجہ ذیل آیات میں ہے:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـٴُـهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ

أُولٰٓـئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرة ۲/ ۲۵۷) اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُکْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ (الأنعام ۶/ ۳۹) اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں۔

(۱۳) رام نام ہے چاند کی چاندنی کا جس کے ذریعہ لوگوں کو سکون ملتا ہے۔

واہ! رب تبارک وتعالیٰ نے تو کفار و مشرکین کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓـئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ (البینة ۹۸/ ۶) بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ (کنزالایمان)

(۱۴) رام نام ہے اس ٹھنڈی ہوا کا جو جھلساتی ہوئی دھوپ میں انسان کے لئے چھتر چھایا بن جاتی ہے۔

کافر کوئی انسان کے لئے چھتر چھایا کیا بنے گا ایک سچا مسلمان تو ایسے جملے اپنے

محبوب حقیقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بولتا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

کافر کا معاملہ تو قرآن نے واضح الفاظ میں بیان کر دیا کہ وہ جہنمی اور جہنم کا ایندھن ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (البقرة ۲/ ۲۴) تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔

(۱۵) میں اسی رام کو جانتا ہوں جس نے نفرت کا کوئی سندیش انسانیت کو نہیں دیا۔

اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذره الناس (نوادرالاصول الاصل السادس والستون والمائة فی ذکر الفاجر دارصادربیروت ۱/ ۳۵۶/السنن الکبری کتاب الشہادات باب الرجل من اھل الفقه الخ دارصادربیروت ۱۰/ ۲۱۰/المعجم الکبیر حدیث ۱۰۱۰ المکتبة الفیصلیة بیروت ۱۹/ ۴۱۸/اتحاف السادة المتقین بحواله الخطیب وغیرہ کتاب آفات

اللسان دار الفکر بیروت ۷/۵۵۶) کیا فاجر کی برائی بیان کرنے سے پرہیز رکھتے ہو لوگ اُسے کب پہچانیں گے فاجر میں جو شناعتیں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے پرہیز کریں۔

جب فاجر کا یہ حکم ہے تو کافر کا حکم کتنا سخت ہوگا اللہ عقل سلیم عطا کرے اللہ تعالیٰ ہمیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے حق بولنے اور سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(۱۶) نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے۔

هُوَ الَّذِی جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا (الفاطر ۳۵/۳۹) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا تو جو کفر کرے اس کا کفر اسی پر پڑے اور کافروں کو ان کا کفران کے رب کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان۔(کنزالایمان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احب قوما حشرہ اللّٰہ فی زمرتھم۔(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۲۵۱۹، ۳/۱۹) جو کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسی قوم کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔

من ھوی الکفرة فھو مع الکفرة (مجمع الزوائد باب تحشر کل نفس

علی ھواھا ۱/۱۱۳) جو کافروں سے محبت رکھے گا اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔

خطیب صاحب کی ایسی بولی شاید اس سبب سے تو نہیں کہ محبت کے بادل کفار کی طرف سے آج بھی ان پر برس رہے ہوں۔ الحمد للہ! ہم پر تو اولیا کے فیض کے بادل برستے ہیں۔

(۱۷) انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروایا۔

وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (المؤمن ۴۰/۲۵) اور کافروں کا داؤ نہیں مگر بھٹکتا پھرتا۔(کنزالایمان)

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر (غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر باب السیر والردة ۱/۲۹۵) یعنی جس نے کسی کافر کے عمل کو اچھا گمان کیا وہ باتفاق مشائخ کافر ہے۔ حدیث شریف میں ہے: من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام (شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴، ۷/۶۱) جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے میں مدد کی۔

جب ایک بدعتی کی تعظیم کے بارے میں یہ حکم ہے تو اس شخص کا کیا حکم ہوگا جو کفار ومشرکین کی تعظیم توقیر کرتا ہو اور ان کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتا ہو ان کے مذہبی رہنما کو اپنا امام کہتا ہو اور اس کو ہندوستان کا سب سے بڑا انسان مانتا ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

تعظیم مشرک حرام بدخواہی مسلمین ہوئی۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ۶ / ۸۵)

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں گزرا کہ خود امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تصریح کے مطابق رام وغیرہ نے لوگوں کو اپنی عبادت کی ترغیب دی، خود کو معبود جانا، اللہ عزوجل کا اپنے اندر حلول واتحاد ثابت مانا، اپنے اوپر ہر حرام چیز کو حلال جانا، حتی کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ تو یہ ظلم کو دفع کرنے والا، سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، ٹھنڈی ہوا، نفرت کے مقابلے محبت کے بادل برسانے والا، انسان کی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس کروانے والا، ان کا وجود تو بے پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ اور یہ سب بکنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ تعالیٰ

(۱۸) تو شری رام نے اس کے خلاف جدو جہد کیا تھا ماتا کی عزت بچانے کے لئے صرف سیتا جی کی عزت کا سوال نہیں تھا قیامت کی صبح تک پیدا ہونے والی ان ساری سیتاؤں کی عزت کا سوال تھا جن کی عزت کے لئے رام نے اپنے جہاد کا قدم اٹھایا تھا۔

کیا واقعی رام نے صبح قیامت تک کی سیتاؤں کی عزت بچانے کے لئے جہاد کیا تھا؟ قیامت تک کی سیتائیں کون ہیں؟ مسلمان عورتیں یا وہ جو مراری باپو جیسے لوگوں کے درشن کرتی ہیں ان کی مجلسوں میں شریک ہوتے اور ان کو آداب وسلام، خدا حافظ وغیرہ کہنے کو اپنا سو بھاگ سمجھتی ہیں؟؟ یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں ہندو مسلمان دونوں قسم کی عورتیں شامل ہیں تو ذرا یہ تو بتایا جائے کہ مسلمان عورتوں کو

سیتا کہنا یعنی کفار ومشرکین کے نام کے ساتھ یاد کرنا کیا حکم رکھتا ہے یقیناً یہ ایسی باتیں ہیں جن کی برائی کسی بھی عقل مند پر مخفی نہیں۔

(۱۹) میں باپو کی موجودگی میں اپنا سو بھاگ سمجھتا ہوں کہ اپنے وچاروں کو آپ کے سامنے وہ چار منٹ کی اگر اجازت ہو تو رکھ دوں۔

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا(الفرقان ۲۵ / ۵۲) تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد۔(کنز الایمان)

کفار ومشرکین کی تعظیم سخت کبیرہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

اس کی تعظیم سخت سے سخت کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ۶ / ۹۴)

کفار ومشرکین کی تعظیم کا حکم ہمارے رب نے ہمیں نہیں دیا بلکہ ہمیں صبر کی تلقین فرمائی:

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۔ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔(آل عمران ۳/۱۸۶) بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بے شک ضرور تم

اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ (کنزالایمان)

(۲۰) جہاد نام ہے جدو جہد کا، پریشرم کا۔ پازیٹو وے میں پریشرم کا نام جہاد ہے اور نیگیٹو میں پریشرم کا نام آتنک واد ہے اسی نیگیٹو وے میں جب پریشرم کیا تھا راون نے تو شری رام نے اس کے خلاف جدو جہد کیا تھا مانوتا کی عزت بچانے کے لئے۔

جہاد ایک عبادت ہے۔ کسی کافر کی جانب اس کی نسبت کرنا بالکل درست نہیں ہے، کیونکہ جہاد صرف لڑائی کا نام نہیں ہے۔ جہاد کا معنی بیان کرتے ہوئے سید السند میر سید شریف جرجانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

ھو الدعاء الی الدین الحق (معجم التعریفات ص: ۷۲) یعنی جہاد دین حق کی دعوت کا نام ہے۔

عیاشی اور فحاشی کے لئے محض عورت کی خاطر لڑنے کا نام جہاد ہرگز نہیں ہے۔

(۲۱) تو آج کی اس مجلس میں میں بہت زیادہ کچھ نہیں کہوں گا میں صرف اتنا ہی کہوں گا میں جب آیا تو میری بیگم نے بھی یہی کہا:

جناب خطیب صاحب کی تقریر کا یہ اقتباس پانچ (۵) وجہوں بہت اہم ہے۔ ان وجہوں کو بیان کرنے سے پہلے بہتر یہ ہوگا کہ خطیب صاحب کی ان باتوں کو

بغور پڑھ لیا جائے جو انہوں نے استفتا میں باعتبار سائل خود ذکر کی ہیں، ان کے استفتا کا اقتباس درج ذیل ہے:

پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ میں نے یہ تقریر کس مقام پر کس دور میں اور کس بنیاد پر کی۔ میری یہ تقریر گجرات کے ایک شہر میں ہوئی ہے۔ جب گجرات کے فساد میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا اور ان کی عزت املاک کی بے پناہ بربادی ہوئی تھی مگر مراری باپو (پنڈت) نے اپنے "رام کتھا" علاقے میں بھرپور ورک کر کے امن وامان قائم رکھا، اس دیار میں مسلمانوں کی آبادی بہت ہے مگر قتل وغارت گری تو کیا کسی کی نکسیر بھی نہ ٹوٹی۔ انہوں (مراری باپو) نے "گاندھی دھام" (ہندوؤں کا مشہور مذہبی مقام) گجرات میں رام کتھا کی ایک محفل رکھی جس میں سبھی لوگوں کو مدعو کیا اور اپنے اپنے نقطۂ نظر کے لحاظ سے اظہار خیال کی دعوت دی۔ ان دنوں گیارہویں یا بارہویں شریف کے سلسلے میں میرے تقریری پروگرام اسی دیار میں ہو رہے تھے لوگوں نے مجھے بھی دعوت دی اور وہاں کے سنی مسلمانوں نے زور دیا کہ آپ کو اس پروگرام میں شرکت کر لینا چاہیے۔ مراری باپو نے یہاں باہمی امن امان اور رواداری کی بڑی اچھی فضا قائم کی ہے، آپ کی شرکت سے اس میں اور پختگی آئے گی اور مسلمانوں کا بھلا ہوگا۔

اولاً: یہ کہ انہوں نے جو استفتا میں بات ذکر کی ہے کہ "اس دیار میں مسلمانوں کی آبادی بہت ہے"۔ جب مسلمانوں کی آبادی بہت ہے تو مسلمانوں کو کوئی خوف بھی نہیں۔ لہذا جب وہاں کے مسلمان اپنی کثرت کے ہی سبب بے خوف ہیں تو پھر خطیب صاحب پر کون سی ایسی پریشانی آ گئی جس کے سبب ہندوؤں کے

مذہبی پروگرام میں انہوں نے اپنی شرکت لازمی سمجھی۔

ثانیا: خطیب صاحب نے استفتا میں یہ بھی ذکر کیا کہ "جس میں سبھی لوگوں کو مدعو کیا" یہ بھی محض دھوکہ اور جھوٹ و فریب ہے کیوں کہ خطیب صاحب نے خود اپنی ہی تقریر میں اپنی ہی زبانی اس بات کو بیان کیا ہے کہ وہ رام کتھا کی مجلس تھی اور وہاں لوگ مراری باپو (ہندوؤں کے پنڈت) کو ہی سننے آئے تھے جیسا کہ خطیب صاحب کی تقریر کے اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے۔ "میں بے ادبی سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں (مراری باپو کو) سننے آئے ہیں" کہ وہاں کوئی اور نہیں تھا صرف خطیب صاحب تھے اور مراری باپو اہم اور خاص طریقے سے موجود تھے رام کے ساتھ ساتھ خطیب صاحب نے مراری جی کی بھی مدح سرائی اور ان کی عزت عظمت کا اظہار کیا جیسا کہ ان کی تقریر سے عیاں ہے۔

ثالثا: استفتا میں درج کئے گئے حالات سے تو خطیب صاحب نے یہ ظاہر کیا کہ گیارہویں یا بارہویں شریف کے پروگرام کے سلسلے میں جب گجرات گئے تب ان کو دعوت دی گئی اور وہاں کے سنی مسلمانوں کے اصرار کی وجہ سے خطیب صاحب نے ان کے اس مذہبی پروگرام میں شرکت کی اس سے پہلے کوئی ارادہ نہیں تھا۔ حالانکہ تقریری جملوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقرر صاحب جب گھر سے نکلے تھے اس سے پہلے ہی ہندوؤں کے اس مذہبی پروگرام میں شرکت کا ارادہ تھا، تبھی تو ان کی بیگم نے آتے وقت کچھ باتیں مراری باپو سے متعلق کہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ خطیب نے استفتا میں اپنے جرم کو چھپانے کی بھرپور کوشش بھی کی ہے۔

(۴۴) کہ میں مراری باپو (پنڈت) کو جب بھی ٹی وی پہ دیکھتی ہوں تو جب تک ان کا پورا پروچن نہیں سن لیتی ہوں میں بند نہیں کرتی ہوں۔

کیا ضمیر ہے خطیب صاحب کا ان کی بیوی ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں کی مذہبی باتیں ٹی وی پر دیکھتی اور سنتی ہے وہ اس کو منع تک نہیں کرتے منع کرنا تو بہت دور کی بات دل سے برا تک نہیں جانتے۔

برائی سے روکنے کا حکم

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔ (سنن النسائی تفاضل اهل الایمان حدیث ۵۰۱۱ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ۲/۲۶۵) تم میں سے جب کوئی بُرائی دیکھے تو ہاتھ سے اُسے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

الساکت عن الحق شیطان اخرس۔(التفسیر الکاشف ج:۵ ص: ۳۲، مطبوعہ بیروت) یعنی حق ظاہر نہ کرنے والا گونگا شیطان ہے۔

یہاں معاملہ الٹا ہے ہاتھ سے روکنے کی کوشش نہ زبان سے اور نہ ہی دل سے اس کی برائی کا اظہار بلکہ اس کو مجمع غیر میں فخر کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے۔

مذکورہ اقتباس کا بھی چند طریقوں سے جائزہ لیجئے۔

ٹی وی کا شرعی حکم

اولاً: ٹی وی دیکھنا خصوصاً ایسے پروگرام میں باتفاق علما ناجائز و حرام ہے۔

ٹی وی کے حرام ہونے کا ایک بڑا سبب تصویرات ہیں جو ٹی وی پر آتی ہیں اس کے علاوہ ان تمام باتوں کا سننا بھی ٹی وی پر جائز و درست نہیں ہے جن کا ٹی وی کے علاوہ سننا ناجائز و ناروا ہے۔ تصویر کی حرمت پر مندرجہ ذیل احادیث طیبہ دال ہیں:

(۱) ان اشد الناس عذابا یوم القیمة المصورون۔(صحیح البخاری باب عذاب المصورین یوم القیامة مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۸۰) بیشک سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت مصوّروں پر ہوگا۔

(۲) کل مصور فی النار یجعل اللہ لہ بکل صورة صورہا نفسا فتعذبہ فی

جهنم ۔(مشکوٰة المصابیح بحواله المتفق علیه کتاب اللباس باب التصاویر مطبع مجتبائی دهلی ص ۳۸۵/صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ مطبع مجتبائی دهلی ۲/۲۰۲) ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔

(۳) قال اللہ تعالیٰ و من اظلم ممن ذهب یخلق خلقا کخلقی فلیخلقوا ذرة او لیخلقوا حبة او لیخلقوا شعیرة۔(صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۲۔صحیح بخاری کتاب اللباس باب التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۸۰) اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جو کا دانہ تو بنادیں۔

(۴) ان الذین یصنعون هذه الصور یعذبون یوم القیمة یقال لهم احیوا ما خلقتم۔(صحیح البخاری کتاب اللباس باب عذاب المصورین یوم القیمة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۸۰۔صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۱۔سنن النسائی کتاب الزینة ذکر ما یکلف اصحاب الصور یوم القیامة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۳۰۰) بیشک یہ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ

صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔

(۵)من صور صورۃ فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیہا الروح ولیس بنافخ۔(صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹۶۔صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم صورۃ الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۲۔مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۴۱ و ۲۴۶۔سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکر ما یکلف اصحاب الصور الخ نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۳۰۰) جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالٰی اسے عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔

(۶)یخرج عنق من النار یوم القیمۃ لہ عینان تبصران واذنان تسمعان ولسان ینطق یقول انی وکلت بثلثۃ بکل جبار عنید وبکل من دعا مع اللہ الٰھا اٰخر وبالمصورین۔(جامع الترمذی ابواب صفۃ جہنم باب ماجاء فی صفۃ النار امین کمپنی دھلی ۲/۸۱۔مسند احمد بن حنبل از مسند ابی ھریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۳۶) قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان سننے والے اور ایک زبان کلام کرتی وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں جو اللہ تعالٰی کا شریک بتائے اور ہر ظالم ہٹ دھرم اور تصویر بنانے والے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۷)ان اشد اھل النار عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی او امام

جائر وھؤلاء المصورون ولفظ احمد اشد الناس عذابا یوم القیمۃ رجل قتل نبیا او قتلہ نبی او رجل یضل الناس بغیر علم او مصور یصور التماثیل۔ (المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۹۷/المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/۲۶۰۔حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۵۳ خیثمہ بن عبدالرحمن دار الکتب العربی بیروت ۴/۱۲۲۔مسند امام احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن مسعود المکتبہ الاسلامی بیروت ۱/۴۰۷) بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل کیا یا بادشاہ ظالم یا جو شخص بے علم حاصل کئے لوگوں کو بہکانے لگے اور ان تصویر بنانے والوں پر۔

(۸)ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی او قتل احد والدیہ والمصورون وعالم لم ینتفع بعلمہ۔(شعب الایمان حدیث ۷۸۸۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۱۹۷) بیشک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ ہے جو کسی نبی کو شہید کرے یا کوئی نبی اسے جہاد میں قتل فرمائے یا جو اپنے ماں باپ کو قتل کرے اور تصویر بنانے والے اور وہ عالم جو علم پڑھ کر گمراہ ہو۔

(۹)قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سفر وقد سترت سھوۃ لی بقرام فیہ تماثیل فلما راٰہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تلون وجھہ وقال یا عائشۃ اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیمۃ الذین یضاھئون بخلق اللہ۔(صحیح البخاری ۲/۸۸۰ وصحیح مسلم ۲/۲۰۱ وسنن

النسائی ۲/۳۰۰ ومسنداحمدبن حنبل ۶/۸۳ و ۲۱۹) یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک کھڑکی پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس تشریف لائے اسے ملاحظہ فرما کر رنگ چہرۂ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے، ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ پردہ اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالٰی کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں۔

(۱۰) اتانی جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فقال لی مر برأس التماثیل یقطع فتصیر کھیأۃ الشجرۃ و امر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطاٰن۔ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۷ ۔جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی الملئکۃ لاتدخل بیتا الخ امین کمپنی کراچی ۲/۱۰۴) میرے پاس جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی حضور! مورتوں کے لئے حکم دیں کہ ان کے سر کاٹ دئے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لئے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۱) انہا ثلث لم یلج ملک مادام فیہا واحد منہا کلب او جنابۃ او صورۃ روح۔ (مسند احمد بن حنبل از مسند علی رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۵) تین چیزیں ہیں کہ جب تک ان میں سے ایک بھی گھر میں ہوگی کوئی فرشتہ رحمت وبرکت کا اس گھر میں داخل نہ ہوگا کتا یا جنب یا جاندار کی تصویر۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

لأن علۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی۔ (فتاوی شامی کتاب الصلوٰۃ مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ۲/۴۱۷) کیونکہ تصویر کے حرام ہونے کی علت اللہ تعالٰی کی تخلیق سے مشابہت ہے۔

علامہ فیض احمد اویسی قدس سرہ نے ٹی وی اور ویڈیو کو جائز کہنے والے کسی بڑے شخص کے متعلق تحریر فرمایا:

دوسرے صاحب برطانیہ سے مستقل مضمون ''روزنامہ جنگ لندن'' ۶ رجون ۱۹۹۷ء میں ارسال فرماتے ہیں اس کا عنوان ہے کہ ''تصویر اور ویڈیو کی شرعی حیثیت'' اس میں مضمون نگار نے گول مول تحریر کے ذریعہ تصویر اور ویڈیو دونوں کو جائز لکھا۔ فقیر اہل اسلام سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ ان ٹیڈی مجتہدین کے بیانات کی طرف توجہ نہ دیں اس لئے کہ ان کا مذہب ہے کہ:

بہ مسلمان اللہ بہ برہمن رام رام

(فوٹو اور ویڈیو کی علمی تحقیق ص:۱۳۰)

ٹی وی اور ویڈیو شرعاً ناجائز وحرام ہیں اس کی مزید تفصیل کے لئے شیخ الاسلام والمسلمین تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ کی کتاب نایاب ''ٹی وی ویڈیو کا آپریشن'' (جو کہ احسن العلما حضرت علامہ مفتی سید شاہ اولادِ رسول مصطفیٰ حیدر حسن میاں برکاتی، علامہ مفتی تقدس علی خاں اور صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمہم اللہ وغیرہ اکابر علمائے کرام کی تصدیقات سے مزین ہے۔) نیز مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن علامہ فیض احمد اویسی قدس سرہ کی کتاب ''فوٹو اور ویڈیو کی علمی تحقیق'' کا مطالعہ کریں۔

ثانیا: جن سنی علمائے کرام نے ٹی وی کے جواز کا قول کیا ہے تو ان میں سے بھی کسی نے بھی مطلقاً ٹی وی کو جائز نہیں کہا بلکہ اس کو بھی مقید رکھا ہے۔ تو ٹی وی پر غیر مفید پروگرام کے ناجائز وحرام ہونے میں کسی کو کوئی شک وشبہ کی گنجائش تک نہیں۔

ثالثا: غیروں کے پروگراموں میں شرکت کی جو شناعت وقباحت گذشتہ صفحات میں بیان ہوئی ٹی وی پر غیروں کے پروگراموں کو دیکھنا اس سے زیادہ قبیح وشنیع ہے۔

این ہمہ آفت کہ بہ تن می رسد
از نظر تو بہ شکن می رسد
دیدہ فرو پوش چوں در در صدف
تا نشوی تیر بلا را ہدف

یعنی یہ جملہ آفات جو انسان کو پہنچتی ہیں اسی آنکھ توبہ شکن سے ہی پہنچتی ہیں۔ آنکھ کو

ایسے چھپا کے رکھ جیسے صدف میں موتی چھپا ہوتا ہے تاکہ بلیات کا نشانہ نہ ہو۔

رابعاً: عورت صنفِ نازک، نازک شیشیوں کے لئے ممانعت اس سے بھی سخت ہے، اور ایسی حرکتوں پر شوہر کا راضی ہونا اور سخت جرم وگناہ ہے۔

دیوث

حدیث شریف میں ہے:

(۱) ثلثة لاید خلون الجنة العاق لوالدیه والدیوث ورجلة النساء (السنن الکبرٰی للبیهقی باب الرجل یتخذ الغلام والجاریة المغنیین الخ مطبوعه دار صادر بیروت ۱۰/۲۲۶) تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو ایذا دینے والا اور دیوث اور مردوں کی صورت بنانے والی عورت۔

(۲) ثلثه لایدخلون الجنة ابداالدیوث والرجلة من النساء ومدمن الخمر۔ (مجمع الزوائد باب فیمن لایرضی لاهله بالخبث دار الکتاب بیروت ۴/۳۲۷) تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے: دیوث اور مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۳) ثلثة لاینظر الله الیهم یوم القیامة العاق لوالدیه والمرأة المترجلة المتشبهة بالرجال والدیوث (المستدرک للحاکم کتاب الایمان ثلاثة لایدخلون الجنة الخ دار الفکر بیروت ۱/۷۲) تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کا نافرمان اور دیوث اور مردانی وضع کی عورت۔

پھر اسی گناہ ناجائز وحرام شنیع کام اپنی دیوئی کو غیر مسلموں کے مجمع میں ان کے پیشوا کے سامنے اعزاز وتعظیم کے ساتھ ذکر کرنا اور بدتر شدید ترین گناہ ہے۔

درمختار میں ہے:

دیوث من لایغار علی امرآته او محرمه(درمختار باب التعزیرات مطبوعه مطبع مجتبائی دهلی ۱/۳۲۸) جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے وہ دیوث ہے۔

خامسا: فعل حرام کو اعزاز وتحسین کے ساتھ بیان کرنا یہ باتفاق فقہائے کرام ناجائز وحرام ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک اس میں کفر کا بھی پہلو نکلتا ہے۔ چنانچہ علمائے بہت سے مسائل میں تصریح کی ہے، امام اجل ظہیری اور امام فقیہ النفس قاضی خان کے شاگرد امام عبدالرشید بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "خلاصہ" میں ہے کہ:

من قال: أحسنت لما هو قبيح شرعا أو جودت كفر (شرح ملا علي القاري على الفقه الأكبر"، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص ۱۸۹۔) جس شخص نے شرعی قبیح کے مرتکب کو کہا کہ تو نے اچھا کیا تو وہ کافر ہوگیا۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔

(۲۳) میری طرف سے بھی انہیں آپ آداب کہیے گا اور اگر موقع ملے تو مراری باپو کو سلام کرنے کے لئے ایک سیکینڈ اپنا ٹیلی فون دے دیجئے گا تا کہ ان سے بات کرنے کا سوبھاگ ہمیں حاصل ہو جائے۔

مراری باپو (پنڈت) ہندوؤں کے مذہبی پیشوا ہیں ان کے پروگرام جو بھی ٹی وی پر آتے ہیں لوگوں کے مطابق وہ مذہبی ہی ہوتے ہیں۔

کسی کی بیوی کا ہندوؤں کے مذہبی پیشوا کو آداب کہنے کی خواہش کا اظہار کرنا اور شوہر کا اس بات کو مذہبی پیشوا کے سامنے ہندوؤں کے مجمع میں فخر اور اس پنڈت کی عظمت واعزاز کے اظہار کے ساتھ ذکر کرنا کیا یہ اسلام کی توہین نہیں؟ پھر اسی کو یہ کہنا کہ ان سے بات کرنے کا اعزاز ہمیں حاصل ہو جائے یقینا علمائے کرام جب غائر نظر سے اس کو دیکھیں گے تو وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ بات حرام اشد حرام اور کفر انجام ہے۔

حضرت ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان يصافح المشركون اويكنوا اويرحب بهم۔ (حلية الاولياء ترجمه ۳۴۶ اسحق بن ابراهيم الحنظلي دار الفكر بيروت ۹/۲۳۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انہیں کنیت سے یاد کریں یا آتے وقت مرحبا کہیں۔

لو سلم على الذمي تبجيلا يكفر لان تبجيل الكافر كفر۔ (الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع مطبع مجتبائى دهلى ۲/۲۵۱) اگر ذمی کو تعظیما سلام کرے کافر ہو جائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر ۔(الدرالمختار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دھلی ۲/۲۵۱) اگر مجوسی کو بطور تعظیم (۲) اے استاد (۱) کہا کافر ہو گیا۔

جب کسی مجوسی کو اے استاد کہنے کا یہ حکم ہے تو اس سے بات کرنے کو بھو بھاگ کہنے اور اس پر راضی ہونے والے کا حکم کیا ہوگا؟

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

(بہار شریعت حصہ:۱۶ ص:۱۰۵)

> (۴۴) تو میرے دوستو! سچی بات یہ ہے میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں میں بے ادبی سمجھتا ہوں کہ آپ انہیں سننے آئے ہیں میں تو صرف اپنی بھاوناؤں کو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ انسانیت آدمیت یہ اس ملک کی کلپنا ہے، یہ اس ملک کی پہچان ہے۔

کیا ان جملوں سے مراری باپو (پنڈت) کا اعزاز و اکرام ظاہر نہیں ہوتا ہے؟ مقرر صاحب نے بتا دیا کہ میں تو صرف اپنی بھاوناؤں (نیک دلی خواہشات) کو آپ کے سامنے رکھنے آیا ہوں کسی اور کی بھاونائیں نہیں ہیں بلکہ خطیب صاحب کے قول سے ظاہر ہے کہ انہوں نے جو بھی باتیں رام کتھا کی مجلس میں کہی ہیں وہ ان کے دل سے نکلے ہوئے کلمات تھے اب ان صریح کلمات کو مراد سے پھیرنا اصلاً درست ہی

نہیں بلکہ اجماع کے خلاف ہے۔

> (۴۵) سارے جہاں میں میں نے آپ کی دعا سے تقریباً ۴۴ رملکوں کا دورہ کیا ہے، مگر میں نے دنیا میں ہندوستان جیسی وہ سبھیتا نہیں دیکھی جو دنیا کے کسی بھی ملک میں دیکھنے کی تمنا کر کے میں چلا تھا۔

وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (الرعد ۱۳/۱۴) اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے۔ (کنزالایمان)

وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (المؤمن ۴۰/۵۰) اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو۔ (کنزالایمان)

کیا ان جملوں سے کفار و مشرکین اور مراری باپو (پنڈت) کا اعزاز و اکرام ظاہر نہیں ہوتا ہے؟ کیا اس طرح سے ایک مولوی کو رام کتھا کی مجلس میں ہندوؤں اور کافروں سے باتیں کرنا یہ مسلمان و اسلام کے لئے ذلت و رسوائی کا سبب نہیں ہیں؟

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟

> (۴۶) میں آپ کو بتاؤں: کسی ملک میں ہے تو ایک مذہب ہے، ایک کلچر ہے، ایک موسم ہے مگر یہ ہندوستان مہمانوں کی عزت کرنے والا ایسا میزبان ملک ہے کہ ساری دنیا کا مذہب اگر آپ کو

چاہئے تو ہندوستان آئیے، ساری دنیا کی سنسکرتی اگر آپ کو چاہیے تو ہندوستان آئیے، ساری دنیا کی محبت آپ کو چاہئے تو ہندوستان آئیے، سارے جہان کا موسم اگر آپ کو چاہئے تو ہندوستان آئیے۔ اسی لئے میں اقبال کے اس شعر کو پڑھ کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ:

کیا ان جملوں سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ قائل کو صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ہر ایک مذہب پسند ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک

کیا ان جملوں سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ قائل کو صرف ایک کلچر (تہذیب و ثقافت) اور ایک سنسکرتی پسند نہیں بلکہ وہ ہر کلچر اور ہر سنسکرتی کو پسند کرتا ہے؟

(۴۷)

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

مسلمان بحیثیت مسلمان عظمت الٰہی عزوجل کا فدائی ہے، حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شیدائی ہے۔ وہ تو ان شہروں کی عظمت بیان کرے گا جن کی عظمت کو سرکار نے بیان کیا ہو جن کی عظمت کی قسم قرآن نے کھائی ہو یعنی وہ تو حرمین طیبین مکہ معظمہ اور

مدینہ منورہ کے علاوہ کسی کو بھی سارے جہاں سے اچھا نہیں کہے گا۔ لیکن جناب خطیب صاحب ہندوؤں کی خوشی کے لیے ہندوستان کو ہی سارے جہاں سے اچھا بتا رہے ہیں۔

(۴۸) محبت بانٹئے نفرت ختم کیجئے، رام کتھا کا یہی پیغام ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جناب ہندوؤں سے محبت ومودت چاہتے ہیں جس کی شناعت وقباحت گذشتہ صفحات میں نہایت تفصیل سے بیان ہوئی۔

صدر الافاضل قدس سرہ امام رازی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’امام رازی نے لا تجد قوما کی تفسیر میں عدم اجتماع مع وداد کفار کی دو وجہیں ذکر کیں ان میں سے اول یہ ہے: احدھما انھا لا تجتمعان فی قلب فاذا حصل فی القلب وداد اعداء اللہ لم یحصل فیہ الایمان فیکون صاحبہ منافقا۔ ایک وجہ یہ ہے کہ ایمان اور کفار کی محبت قلب میں جمع نہیں ہوتی، جب دل میں دشمنان خدا کی محبت حاصل ہوتی اس میں ایمان حاصل نہیں ہوتا تو وہ شخص منافق ہوا‘‘ (فتاوی صدر الافاضل ص: ۶۶۲، ۶۶۳)

(۴۹) خدا حافظ، آداب، سلام

حضرت ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یصافح المشرکون

اویکنوا اویرجب بھم۔(حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۴۶ اسحٰق بن ابراھیم الحنظلی دارالفکر بیروت ۹/ ۲۳۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انھیں کنیت سے یاد کریں یا آتے وقت مرحبا کہیں۔

لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفرلان تبجیل الکافر کفر۔(الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دھلی ۲/ ۲۵۱) اگر ذمی کو تعظیماً سلام کرے کافر ہوجائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

(بہار شریعت حصہ:۱۶ ص:۱۰۵)

اب اس کا جواب تو مولوی عبید اللہ صاحب ہی دے سکتے ہیں کہ چار انواع واقسام کے سلام کرنے کی کیا حاجت وضرورت ان کو پیش آئی ؟؟ غیروں کو اگر سلام کرنے کی ضرورت ہوگی تو "ماابیح بالضرورۃ یتقدر بقدرھا "(الأشباہ والنظائر ص:۲۵۳) کے تحت ضرورت سے زیادہ کی اجازت نہیں اس سے اور گذشتہ قرائن سے صراحت کے ساتھ مفہوم ہوتا ہے کہ یہاں سلام تعظیماً ہی تھا ضرورۃً نہیں۔ اگر تعظیماً تھا تب تو حکم واضح ہے، اور اگر تعظیماً نہ بھی ہو تب بھی ضرورت سے زیادہ سلام کرنا کیوں کر بلا قباحت درست ہوگا۔

بحث کا نتیجہ

عبید اللہ خاں اعظمی کی جانب منسوب مذکورہ تقریر کو میں نے ان کے پروگرام میں جا کر نہیں سنا، ہاں ایک آڈیو، ایک استفتا اور اس کا جواب جو کہ کثیر علما کی تصدیق سے مزین تھا اس میں زید کے متعلق سوال تھا اس پر کفر کا حکم لگایا گیا تھا۔ استفتا یا جواب استفتا میں کہیں بھی اشارۃً یا کنایۃً عبید اللہ خاں اعظمی کا نام درج نہیں تھا اس کو سوشل میڈیا پر دیکھ کر کئی لوگوں سے ان کی اس تقریر کے بارے میں تبادلۂ خیال ہوا۔ اس کچھ دنوں کے بعد ایک دوسرا استفتا اور اس کا جواب سوشل میڈیا پر دیکھنے کو ملا جس کو نشر کرنے کے ساتھ علمائے کرام پر مختلف اعتبار سے طعن وتشنیع اور طنز کی بھرمار تھی۔ کسی نے کہا کہ تکفیری جماعت اپنی حرکتوں سے باز آئے، کسی نے کہا کہ دین کے ٹھیکیدار اپنی حرکتوں سے باز آئیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ان تمام باتوں کو دیکھ کر کئی لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میں حقیقت کو آشکارا کروں۔

واللہ نہ تو میری غرض بلاوجہ کسی کی توہین وتنقیص کرنا ہے اور نہ ہی کسی کی دل آزاری کرنا بلکہ میرا مقصد صرف اور صرف حکم شرع واضح کرنا ہے، اور میں نے اپنی باتوں کو دلائل کی روشنی میں ہی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اگر میری بات درست ہو تو

خطیب اور مفتی صاحب اسے تسلیم کر کے اس کے اچھے نتائج کا اظہار کریں بصورت دیگر مجھ کو میری غلطیوں سے آگاہ فرمائیں۔

اس استفتا میں مستفتی کا نام عبید اللہ خاں اعظمی، خالص پورا عظم گڑھ یوپی لکھا ہوا تھا۔ استفتا میں کہا گیا کہ فیس بک وغیرہ کے ذریعہ **معلوم ہوا کہ کچھ علما نے ایک فتوی کے ذریعہ مجھے دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا۔** اس فتوے میں درج استفتا سے یہ تو بات ثابت ہوگئی کہ تقریر یقیناً عبید اللہ خاں اعظمی صاحب ہی کی ہے۔ کیونکہ اگر وہ تقریر سرے سے ہی ان کی نہ ہوتی یا اس تقریر میں کچھ اضافہ کیا گیا ہوتا تو ضرور وہ اس کی وضاحت کرتے یا اس تقریر کا اپنی طرف منسوب کئے جانے پر انکار کرتے یہ تمام قرائن بتاتے ہیں کہ وہ تقریر انہیں کی ہے کئی مہینے گزرنے کے بعد بھی اس تقریر کے انکار کی کوئی بھی بات مسموع نہیں ہوئی۔

ہاں اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جو فتوی مفتی نظام الدین صاحب صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی جانب منسوب ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ہی فرضی ہو کیونکہ ایک تحریر دوسرے کے مشابہ ہو سکتی ہے، جیسا کہ علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں:

الخط يشبه الخط (فتاوی قاضی خان فصل فی دعوی الوقوف والشهادة عليه مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۴/۷۴۲) تحریر ایک دوسرے سے مشابہ ہو سکتی ہے۔

لیکن چونکہ یہ فتوی مع استفتا جامعہ اشرفیہ کی انٹرنیشنل ویب سائٹ پر بھی اپلوڈ کر دیا گیا ہے اور تقریباً ایک مہینہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے لہذا اگر مفتی صاحب کا

نہ ہوتا تو ضرور اس کا رد عمل ظاہر ہو چکا ہوتا۔

پھر بھی میری یہ تمام باتیں عبید اللہ خان اعظمی اور محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب رضوی کے لئے اسی صورت میں ہیں جب کہ تقریر، تقریر کی آڈیو کلپ، استفتا اور فتوی میں مذکور تمام باتیں انہیں کی ہوں۔

مفتی نظام الدین صاحب رضوی کو اگر فتاوی رضویہ یا ان کے مصدقہ فتوی کی دو عبارتیں نہیں بھی مل سکی تھیں تب بھی جواب میں عجلت سے کام لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ رام کی تعریف وتوصیف کرنا یہ علامت کفر اور شعار کفار سے ہے کسی غیر اسلامی مخصوص ومشہور شعار پر عمل کرنے سے انسان یقیناً کافر ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا دعوی ہرگز ہرگز اسے کفر سے نہیں بچا سکتا۔

بلکہ مفتی صاحب قبلہ اگر تمام زاویوں پر غور وفکر کرنے کے بعد کوئی جواب تحریر فرماتے تو آج جو سنیوں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے شاید نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ استفتا میں ہی درج کی گئی ان باتوں پر غور وفکر کرنے کی ضرورت تھی کہ جن پر کتاب کے گزشتہ صفحات میں تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ جن کے ناجائز وحرام ہونے میں تو کوئی بھی شبہ نہیں ہے۔

اور جو مفتی صاحب قبلہ نے دلائل اس بات پر پیش فرمائے ہیں کہ حتی الامکان تکفیر مسلم سے پرہیز کیا جائے یہ بات بلاشبہ اہل سنت والجماعت کے یہاں مسلم ہے لیکن صریح کفر آشکارا ہونے کے بعد اس کی تاویل کرنا اس کی شناعت بھی اہل

سنت کے یہاں کچھ کم نہیں ہے۔

اگر اختلافی صورت ہو کہ بعض علما کے نزدیک کسی کا قول یا فعل کفری ہو دوسرے بعض کے نزدیک ایسا نہ ہو تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ قائل کو توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔جس کی مؤید فقہائے کرام کی مندرجہ ذیل عبارتیں ہیں۔

درمختار میں ہے:

وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح۔(در مختار کتاب الجہاد باب المرتد ۲/ ۳۹۰)اورجس میں اختلاف ہے اس میں بھی توبہ، استغفار اورتجدید نکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔

اسی کے تحت فتاویٰ شامی میں ہے:

احتیاطاً کمافی الفصول العمادیة ای یأمرہ المفتی بالتجدید لیکون وطیہ حلالاً بالاتفاق۔(رد المحتار کتاب الجہاد باب المرتد ۳۹۰/۶)(اور یہ حکم) احتیاطاً ہے جیسا کہ فصول عمادیہ میں ہے: یعنی مفتی اس کو تجدید نکاح کا حکم دے گا تاکہ اس کا اپنی بیوی سے وطی کرنا متفقہ طور پر حلال رہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

وما کان فی کونہ اختلافا فان قائلہ یؤمر بتجدید النکاح والتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط۔(فتاویٰ تاتار خانیہ ۲۷۴/۷) اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو تو اس کے قائل کو بھی توبہ وتجدید نکاح اور اس سے رجوع کا حکم احتیاطاً دیا جاتا ہے۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر کفر قطعی نہ ہو یعنی بعض علما کافر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فقہا کے نزدیک کافر ہو اور متکلمین کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔(بہار شریعت، حصہ نہم ص:۱۶۷)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

کلمات اور افعال دو قسم پر ہیں: ایک وہ جو کفر میں متعین جن میں کوئی پہلو قریب یا بعید اسلام کا نہیں۔دوسرے وہ کہ جن کا ظاہر کفر، اگرچہ کسی تاویل بعید سے وہ کفر نہ ہو۔جمہور فقہا ثانی صورت پر حکم کفر دیتے ہیں۔محققین فقہا اور متکلمین ایسی صورت میں کف لسان کرتے ہیں، پہلی صورت میں دونوں فریق کافر کہتے ہیں۔اسی طرح بعض افعال کے کفر ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، ایسی صورت میں احتیاطاً توبہ وتجدید ایمان ونکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔اسی طرح جو افعال یا اقوال جمہور فقہا کے نزدیک کفر ہیں ان کے قائل اور مرتکب پر بھی توبہ وتجدید ایمان ونکاح کا حکم ہے۔(فتاویٰ شارح بخاری مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی مئو ۲/ ۵۴۵)

خطیب مذکور کی تقریر پر ماقبل میں تفصیل سے کلام ہوا۔وہ تقریر یقیناً کفری ہے اس کو غیروں پر حجت قرار دینا درست نہیں بلکہ وہ خود ہم مسلمانوں کے خلاف حجت ہے۔مندرجہ ذیل باتوں پر غیر جانب دارانہ غور کرنے کا مقام ہے۔

(۱) غیروں کے کفری ومذہبی پروگراموں میں محض تماشائی کی حیثیت سے حیثیت سے جانے کو فقہانے کفر فرمایا ہے تو ان کے ایسے مذہبی پروگرام میں شرکت کر

جو کفریات پر مشتمل ہوتا ہے ان کے انھیں مذہبی پیشواؤں اور دیوتاؤں کی تعریف کی غرض سے جانا کیوں کر کفر نہیں ہوگا۔

(۲) اس کو ضرورت وغیرہ سے تعبیر کرنا بھی درست نہیں ہوگا کیوں کہ یہاں ضرورت کی تعریف صادق آتی ہے اور نہ ہی ضرورت کا تحقق ہے۔

(۳) اس تحریر میں کفریات ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن اگر کسی مفتی پر اس کا کفری ہونا مشکوک ہو جائے تو اس کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ اس کو ناجائز وحرام بھی بلکہ خلاف اولی تک نہ کہا جائے۔

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

تعزیہ بنانا حرام وگناہ ہے اور تعزیہ کے پاس ہندو عورتوں کو جمع کر کے ہندو دیوتاؤں کی جے پکاروانا کفر۔ (فتاویٰ شارح بخاری مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی مئو ۲/ ۵۳۵)

یہاں وہ بات بھی ذکر کر دی جائے جس سے کچھ لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ جس طرح سے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کو کچھ لوگ خدا سمجھتے ہیں، چاند وسورج کی کچھ لوگ پرستش کرتے ہیں تو ان کی تعریف کرنا بھی کفر وشرک ہو جائے یہ کتنا گھٹیا اعتراض ہے اہل افتا پر مخفی نہیں کیونکہ رام ولچھمن اور کنہیا وغیرہ کی تعریف کرنا یہ علامت کفر اور شعار کفار سے ہے ان کا وجود موہوم محض ہندوؤں کی گڑھی ہوئی کتابوں کے علاوہ ان کے وجود پر کوئی دلیل نہیں برخلاف حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے کہ آپ کا وجود مسعود تعریف وتوصیف نص قطعی سے

ثابت ہے اور چاند وسورج کا وجود بھی نص ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ بدہیات سے ہے جن کا مشاہدہ ہم اپنی ماتھے کی آنکھوں سے روزمرہ کی زندگی میں کرتے ہیں ان کی تعریف بھی علامت کفر کفر اور شعار کفار سے نہیں ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات پر معاذ اللہ رام ولچھمن اور کنہیا کو قیاس کرنا یہ قیاس مع الفارق ہے وہ ایسے بلند رتبہ انسان جن کی ثبوت فضیلت قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت اور ادھر ایسے لوگوں کے نام جن کا وجود موہوم محض کتب کفار سے مفہوم وہ بھی ان کے ایمان واسلام پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ان کی بہت سی خسیس ورذیل باتیں ان کی ہی کتابوں میں موجود۔

اسی طرح سے چاند وسورج پر بھی رام کی تعریف کو نہیں قیاس کیا جا سکتا کیونکہ چاند وسورج پر کفر واسلام کا حکم نہیں لگتا، اور نہ ہی وہ مکلف ہیں۔ ہاں اگر ان کی تعریف بھی چاند وسورج کی پوجا کرنے والوں کی طرح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والوں کی طرح ایسی ہی کی جائے جو علامت کفر اور شعار کفار سے ہو تو اس پر بھی حکم کفر نافذ ہوگا مثلاً کوئی سورج کی پرستش کرنے والے کی طرح حقیقی خوشی وغم دینے والا چاند وسورج کو کہے اولاد دینے والا ان کو کہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر اور ان کی تعریف وتوصیف خدا کے بیٹے کی طرح معاذ اللہ کرے تو یقیناً یہ کفر ہوگا۔

اگر مذکورہ اعتراض تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ اعتراض تو ان فقہائے کرام پر بھی کیا جا سکتا ہے کہ جنھوں نے زنار اور قشقہ باندھنے کو کفر بتایا ہے جیسا کہ منح الروض الأزھر میں ہے:

ولو شد الزنار علی وسطه أو وضع الغل علی کتفه فقد کفر۔ (منح الروض الأزهر فصل فی الکفر صریحا و کنایة، ص ۱۸۵)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

قشقہ ضرور شعار کفر ومنافی اسلام ہے جیسے زُنّار، بلکہ اس سے زائد کہ وہ جسم سے جدا ایک ڈورا ہے جو اکثر کپڑوں کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ خاص بدن پر اور بدن میں بھی کہاں چہرے پر، اور چہرے میں کس جگہ ماتھے پر جو ہر وقت چمکے اور دور سے کھلے حرفوں میں منہ پر لکھا دکھائے کہ ھذا من الکافرین۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۴، ص ۶۹۳)

اسی میں ہے:

اگر وہ وضع اُن کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت آنفا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۵۳۴)

اسی میں ہے:

ماتھے پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۵۴۹)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

یوہیں بعض افعال کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار باندھنا، سر پر چوٹیا رکھنا، قشقہ لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔

اگر شعار وعلامت کا فرق نہ کیا جائے تو کوئی کہنے لگے کہ معاذ اللہ جوتے اور چپل

پہننا کفر کیوں نہیں حالانکہ ان کو بھی کفار پہنتے ہیں موٹر، گاڑی، کھانا، پینا ہر چیز کے ذریعے سے اعتراض کیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ معاملہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان تمام چیزوں میں علامت وشعار کا تحقق نہیں جہاں تحقق علامت وشعار ہوگا وہاں ہی حکم کفر ہوگا۔

اخیر میں مفتی نظام الدین صاحب نے اپنے فتوی میں حدیث وفقہ سے یہ ثابت کیا کہ اگر کوئی کسی کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو تو کفر چونکہ ایک طرف پلٹتا ہے تو ان کے اس مصدقہ فتوے کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جس کو ابتدا میں نقل کیا گیا ہے، کیا وہ فتوی غلط تھا اور قائل کافر نہیں تھا اگر غلط تھا تو مصدقین اور اس کو شائع کرنے والے مسلمان رہے یا کفر ان کی جانب پلٹا اور وہ کافر ہو گئے؟؟

اپنے اس فتوے میں مفتی صاحب قبلہ نے ان لوگوں کو صراحت کے ساتھ کافر کیوں نہیں کہا جن علمائے کرام ومفتیان ذوی الاحترام نے رام کی ایسی تعریف کرنے والے کو کافر قرار دیا ہے؟؟ کیا یہاں پر کفر ایک طرف نہیں پلٹ سکا؟؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے!!

اگر مفتی صاحب رام کی تعریف وتحسین کرنے والے کو کافر نہیں کہتے تو ابتدا میں ذکر کردہ اپنے مصدقہ فتوے کی رو سے وہ کافر ہوئے یا مسلمان ہی رہے؟؟ کفر پلٹا یا نہیں؟؟

اور اگر رام کی تعریف کرنے والے کو کافر کہتے ہیں تو زیر بحث فتوے کی رو سے وہ کیا ٹھہریں گے؟ مسلمان یا کافر؟ جواب اپنی نقل کردہ دلیلوں کی روشنی میں ہی

عنایت فرمائیں تو یقیناً ان کے دلائل انہیں کے خلاف حجت ثابت ہونگے۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب کی جناب میں عرض ہے کہ غور وفکر فرمائیں اور ٹھنڈے دماغ سے مجھے اپنا مخلص وہمدرد سمجھ کر سوچیں کہ حق کی جانب رجوع بہتر ہے یا اس کے خلاف تاویلات کا سہارا لے کر باطل پر اڑے رہنا؟

ہمیں حضرت کی ذات علیہ سے یہی امید ہے کہ وہ خود اپنے علم نافع اور فہم ناصح سے تامل فرما کر جو فکری تسامح واقع ہوا ہے اس سے رجوع الی الحق عار وشین سمجھنے کے بجائے شایان شان سمجھیں گے۔

نسأل اللہ الثبات علی الایمان والختم بالحسنی ولا حول قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

ماخذومراجع

نمبر شمار نام کتاب	مصنف/مرتب/شارح
(۱) القرآن الکریم	
(۲) التفسیر القرطبی	العلامۃ ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی
(۳) تفسیر ابن کثیر	العلامۃ اسمٰعیل بن عمر الدمشقی
(۴) تبیین الحقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی
(۵) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	الامام احمد رضا المحدث البریلوی
(۶) خزائن العرفان	العلامۃ السید نعیم الدین المراد آبادی
(۷) الجامع لأحکام القرآن	قاضی ابو عبداللہ محمد بن احمد ابو بکر بن عربی قرطبی
(۸) الجامع الصحیح للبخاری	الامام محمد بن اسماعیل البخاری
(۹) الجامع الصحیح للمسلم	الامام مسلم بن حجاج القشیری
(۱۰) الجامع للترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
(۱۱) السنن لابن ماجۃ	الامام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ
(۱۲) السنن لأبی داؤد	ابو داؤد سلیمان بن اشعث
(۱۳) السنن للنسائی	ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی
(۱۴) السنن للبیھقی	العلامۃ ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیھقی
(۱۵) المعجم الکبیر	العلامۃ سلیمان بن أحمد الطبرانی

کتاب	مصنف
(۱۶)السنن الکبری للبیہقی	العلامة أبو بکر أحمد بن حسین بن علی بیہقی
(۱۷)مشکوۃ المصابیح	العلامة شیخ ولی الدین العراقی
(۱۸)شعب الایمان	حافظ ابو بکر احمد بن البیہقی
(۱۹)مسند أحمد بن حنبل	الامام احمد بن حنبل
(۲۰)المستدرک للحاکم	العلامة أبو عبد اللہ الحاکم
(۲۱)کنز العمال	العلامة علاؤ الدین المتقی الھندی
(۲۲)نصب الرایۃ لأحادی الھدایۃ	العلامہ جمال الدین أبی محمد عبد بن یوسف الزیلعی
(۲۳)تبیین الحقائق	فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی
(۲۴)حلیۃ الأولیاء	أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ الأصبحانی
(۲۵)الشفاء فی تعریف حقوق المصطفی	العلامة ابو الفضل عیاض بن موسی قاضی
(۲۶)الترغیب والترھیب	الحافظ زکی الدین عبد العلیم المنذری
(۲۷)نوادر الأصول	الامام أبو عبد اللہ محمد بن علی
(۲۸)شرح الشفاء لملاعلی القاری	العلامة علی بن سلطان محمد القاری
(۲۹)نسیم الریاض	العلامة شہاب الدین الخفاجی
(۳۰)شرح ملاعلی قاری علی الفقہ الأکبر	العلامة علی بن سلطان محمد القاری
(۳۱)غمز العیون والبصائر شرح الأشباہ والنظائر	العلامة احمد بن محمد الحمودی المکی
(۳۲)مجمع الزوائد	العلامة نور الدین علی ابن ابی بکر الھیتمی
(۳۳)العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ	الامام أحمد رضا المحدث البریلوی

کتاب	مصنف
(۳۴)عقائد نسفی مع الشرح	العلامة سعد الدین محمد بن عمر التفتازانی
(۳۵)الدر المختار	العلامة علاء الدین الحصکفی
(۳۶)فتاوی شامی	العلامة محمد امین ابن عابدین الشامی
(۳۷)غنیۃ المستملی	العلامة محمد بن ابراھیم بن محمد الحلبی
(۳۸)فتاوی تاتار خانیۃ	العلامة بن العلاء الأنصاری الدھلوی
(۳۹)فتاوی قاضی خان	العلامة حسن بن منصور قاضی خان
(۴۰)فتاوی عالمگیری	جمیعت علماء اورنگ زیب عالمگیر
(۴۱)منح الروض الأزھر	العلامة علی بن سلطان محمد القاری
(۴۲)مکتوبات مجدد ألف ثانی	الامام الربانی شیخ احمد السرھندی
(۴۳)ارشاد العقل السلیم	ابو السعود العمادی
(۴۴)مدارک التنزیل	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی
(۴۵)نہج البلاغۃ مع شرح ابن ابی الحدید	للرضی ابو الحسن
(۴۶)فتاوی ملک العلماء	العلامة ظفر الدین الرضوی البہاری
(۴۷)فتاوی ارشادیہ	العلامة ارشاد احمد المجددی الرامفوری
(۴۸)فتاوی صدر الأفاضل	العلامة سید نعیم الدین المرادآبادی
(۴۹)بہار شریعت	العلامة المفتی امجد علی الأعظمی
(۵۰)فتاوی مفتی أعظم	العلامة مصطفی رضا البریلوی
(۵۱)فتاوی فقیہ ملت	مفتی جلال الدین أحمد الأمجدی

(۵۲)فتاوی شارح بخاری — العلامۃ شریف الحق امجدی

(۵۳)فتاوی مرکز تربیت افتا — فیض محمد القادری

(۵۴)سبحان السبوح — الامام أحمد رضا المحدث البریلوی

(۵۵)اتحاف السادۃ المتقین — العلامۃ سید محمد بن محمد مرتضی الزبیدی

(۵۶)کتاب التعریفات — العلامۃ سید شریف علی بن محمد الجرجانی

(۵۷)معجم التعریفات — العلامۃ سید شریف علی بن محمد الجرجانی

(۵۸)تاریخ بغداد — حافظ أبو بکر أحمد بن علی الخطیب البغدادی

(۵۹)التفسیر الکاشف — الشیخ محمد جواد مغنیۃ

(۶۰)گاندھیوں کا اعمال نامہ — تاج العلما محمد میاں قادری برکاتی مارہروی

(۶۱)تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ — العلامۃ طیب الصدیقی القادری

(۶۲)تمہید ایمان بآیات القرآن — الامام احمد رضا المحدث البریلوی

(۶۳)اہل سنت کی آواز ۲۰۱۰ء — مارہرہ مطہرہ شریف

(۶۴)بال جبریل — ڈاکٹر اقبال

(۶۵)فتاوی بحر العلوم — مفتی عبد المنان الأعظمی

(۶۶)الأشباہ والنظائر — الشیخ زین الدین بن ابراھیم بن نجیم

الکلمات القاطعة ( ) للأفکا ر الزائفة

ایک اہم پیغام

دینی مدارس کی اہمیت و افادیت محتاج بیان نہیں بلکہ دین و سنیت کی بقا و استحکام میں مدارس اسلامیہ کا اہم رول رہا ہے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے **المکتب النور** کے مخلص اور سماجی اراکین نے ایک مدرسہ بنام **دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ** قائم کرنے کا منصوبہ بنایا جس کی سنگ بنیاد ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ بروز جمعرات کو ہو چکی ہے۔ **دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ** کی ایک ہزار مربع گز زمین ہے جس پر اس کا تعمیری کام تیزی کے ساتھ چل رہا ہے لہٰذا اہم تمام سنی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ بھرپور تعاون کریں اور اس دینی منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

اہل خیر حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

محمد راحت خان قادری

مدینہ مسجد محلہ عزت نگر، بریلی شریف

(M) 9457919474, 9058145898

ALMAKTABUN-NOOR

Shikarpur Chaudhri Near Faridapur, Izzatnagar, Bareilly Shareef (U.P.)

(M) +91-9457919474 E-mail: mrkmqadri@gmail.com

المکتب النور بریلی شریف کی اشاعت کی دنیا میں عظیم پیش رفت

مسند حب الرزاق [illegible]

محدث الزمان [illegible]

فتاویٰ قصائد رضویہ [illegible]

ذبحان مع حسن حیات الرزاق : [illegible]

ریحان الحق [illegible]

کرامات بیرو دانی [illegible]

سوانح قوالی کا شرعی حکم [illegible]

تاریخ سلاطین مسرت [illegible]

طہارت اور اسلامی کے سائنٹفک اثرات : [illegible]

المکتب النور

RAHAT KHAN QADRI

MADEENA MASJID MEHLAU, IZZATNAGER

BAREILLY SHAREEF U.P. PIN 243122

Mob 09457919474